

رجسٹر ڈائل نمبر ۲۶۵۰

ماہنامہ

شہر سالِ مرموم

پھیرہ

پنجاب

مددیو مٹل

طہور احمد گوئی

حازن مددیج

سید نذیر الحق قادری میرٹھی

بیادگار

اعلیٰ حضرت جامع الشریعۃ لطرقی فخر العالمین قدس اللہ عزیز فیہما علیٰ شفیع بن ابی حمداں رحمۃ اللہ علیہ مرتضیٰ
من جانب ارکین حنفی انصار بھیرہ (پیغاب)

ارکین حنفی انصار بھیرہ (پیغاب)

اغراض و مفتاصد

۱، اندر و بیرونی محلوں سے اسلام کا تحفظ۔ تبلیغ و اشاعت اسلام

۲، اصلاح رسم و مہم احیا و اشاعت علوم دینیہ

قواعد و ضوابط

۱، رسالہ کی عام قیمت ڈیپیہ رسالہ مقرر ہے۔ یہ دینیہ دیا۔ پی پانچ آنے زیادہ خرچ ہوتے ہیں جو صاحب پاچھر پے یا اس سے زیادہ رقم غرض اعانت ارسال فرمادیں گے وہ معاون خاص منصوب ہو گئے۔ یہ حضرت کے احتملے گرامی شکریہ کے ساتھ درج رسالہ شہزادوں کے ہے۔

۲، غریب و مغلس اشخاص اور طلباء کیسے رعایتی قیمت رسالہ ایک روپیہ مقرر ہے۔

۳، اگر ان حزب الانصار کے نام رسالہ مفت بھیجا جاتا ہے۔ چندہ رکنیت کم از کم ۳ رہاویں یا تین روپیہ رسالہ مقرر ہے۔

۴، نمونہ کا پرچہ تین آنے کے گھٹ ارسال کرنے بھیجا جاتا ہے۔ مفت نہیں بھیجا جاتا۔ رسالہ ہر اندر یہی ماہ کے پہلے عشرہ میں ڈاک میں ڈالا جاتا ہے۔ دیہات نے چھٹی رسالوں کی عقلت سے اکثر رسائیں راستہ میں لفڑا ہو جاتے ہیں۔ اس نے جن صاحبان کو رسالہ نہ لے وہ ہمیہ کے آخری میں اطلاع شے دیا کریں۔ ورنہ دفتر ذمہ دار نہ ہو گا۔

حمد خط قتابت و قریبیل زر

بـ

پنجہر رسالہ شمس اسلام بھیرہ پیغاب، ہونی چائے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ رَبِّ الْعٰالَمِينَ

شِرْكَةُ مَاكَنَمَةِ الْاسْلَام

بِحَسِيرٍ (بِنْجَاب)

بَابِتِيْهَا اَكْسِتُ سِتِّمْبِر٢١٩٣٤ءِ مُطْلَقاً هِجَّارِيِّيِّيْهَا دِيْنِيِّيِّيْهَا

صفر	فهرست مضمون	نمبر شمار
۱	معارف قرآن	۱
۲	آقاب رسالت کی معانیاں	۲
۳	حالم رو حانیت کی سیر	۳
۴	تاریخ و عبر	۴
۵	کہاں زادہ انساپ کی بودت ہی مارنجانے	۵
۶	شدراست	۶
۷	غلو توان اسلام کی جیرت اگنی فروزیاں	۷
۸	مرزا صاحب کی مرعومہ صداقت پر	۸
۹	قرآن صداقت کی کاری ضرب	۹
۱۰	زکوڑ کے شروعی مسائل	۱۰
۱۱	خدشت دین کا زرین موقعہ	۱۱
۱۲	(بنیجر) سید ولائت حسین شاہستاد گیا	۱۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ رَبِّ الْعٰالَمِينَ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

معارف قرآن

سُورَةُ الْفَاتِحَةُ کی تفسیر

حقوق اللہ اور حقوق العباد کے شریعت اسلامیہ کی طرفے
دواجیات کی ادائیگی لازم ہے۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد۔ یعنے اللہ تعالیٰ کے حقوق
اور بندوں کے بندوں پر حقوق۔ حقوق اللہ تعالیٰ ادا اگئی اور اُس سے عمدہ برآ ہو۔ تو چندان
وشوار نہیں۔ کیونکہ ان کا معاملہ درگذر پر ہے اُس نے کروہ تمام جہاں سے مستغفی ہے
رحمان و رحیم ہے۔ اپنے حقوق سے تمامت و درگذر فرمائے گا۔ مگر حقوق العباد کا معاملہ
برائیز ہے۔ ان کی حفاہت و تکمیل اشت کا زیادہ فکر و اہتمام کرنا چاہئے۔ کیونکہ حقوق
عباد کی معافی جب ہی ہو گی کہ صاحب حق معاف کر دے۔ لہذا براخوف حقوق العباد کی کا
ہونا چاہئے۔ مون کا مل وہی ہوتا ہے۔ بوہر قدر کا مثالاً مال باب۔ بیوی بنچے۔ عنزیز و افافی
پرنسیوں۔ وطنیوں اور تمام ہی نوع انسان کے شریعت کے مقرر کردہ حقوق یوں سے
پورے ادا کرے۔ اسی مرعده میں دینداری اسلامیت کے جو ہر گھلتے ہیں۔

حضرت مام ابوبینیفہ کی دینداری اور پرہیزگاری

ہمارے اسلاف کرام جس طرح حقوق العباد کی حفاظت و تکمیل اشت کرتے تھے
اس کا اندازہ اس واقعہ سے لگائیے۔ حضرت امام عظیم رحمی جو سی پر اپنا قرض مانگتھے
اپنے قرغ کام طالب کرنے کے نئے اُس جو سی کمک کی طرف روانہ ہوئے۔ جب اس کے
دروازہ لے قریب پوچھ ٹو آپ۔ جوئے میں نجاست تھے اگئی۔ آپ نے جوئے کو زور
سے بھاڑا تو وہ نجاست اُس جو سی کی دیو اور پر جا پڑی۔ یہ دیلختہ ہی آپ جبراں کے عالم میں
کھڑے چو گئے کہ اگوئیں اس نجاست کو دیو اور پر جا پڑی۔ تو اسکی دیو اور کا
سراب ہونا ظاہر ہے۔ اور اگر نجاست کو دیو اور سے کھرچ کر گرتا ہوں تو اتنی مٹی ضائع ہو گی۔

اس بیانی میں دروازہ کٹکھتا یا جو سی کی باندی آئی۔ اسے کہا کہ اپنے آقا کو کہو کہ ابو حینفہ دروازہ پر بلاتے ہیں۔ وہ جو سی تھبڑا ہوا اماہ آیا اور قم کیستے عذر و مغفرت کرنے لگا۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ بزرے اس عذر و مغفرت کو چھوڑ دیری رہانی کی تدبیر کر۔ اس شے کہا آخر آپ پر کیا افتاد پڑی ہے؟ فرمایا کہ میری حقیقی سے کچھ بخاست نیزی دیوار پر جا پڑی ہے۔ اس کو پا کرنے کی کوئی ترکیب تلا۔ یہ الفاظ جو اخلاق و روحانیت کے سمندر میں ڈوبے ہوئے تھے۔ اسکے کافوں سے گذر کر خوابیدہ دل و دماغ پر تیر و نشتر بنگر لگے دل کی آنکھ کھل گئی۔ اور کہا کہ پہلے مناسب یہ ہے کہ میں اپنے نفس کو کفر و شرک کی بخاست سے پاک کروں۔ اسکے بعد دیوار کی پائی کی سیل نکالوں گا۔ اور اُسی وقت کلمہ شہادت پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔

حضرت امام صاحب کی بیہیزگاری اور دینداری نے جو سی کو کفر کے بھر عینی سے کمال گرایا ہاں کی روشنی میں پونچا دیا۔ اگر نہام مسلمان اسی علت اخلاق اور پائیزگی ای جیات کا عملی طور پر ثبوت دیں تو ساری دنیا نو زرایمان سے منور ہو سکتی ہے۔

مسلمان اپنی بخوبیت نمازوں میں بار بار سورہ فاتحہ کی تلاوت کرتے ہیں۔ مگر اسے ان کی اخلاقی زندگی پر کوئی اثر اور تجھہ مرتب نہیں ہوتا۔ کیوں؟ اسٹا کہ وہ اس سورہ کے اسرار و حکم سے واقف نہیں۔ پس ان کو جانتے کہ وہ باری تعالیٰ کو قیامت، اور جزا کے دن کا مالک سمجھتے ہوئے حقوق اللہ اور حقوق العباد کی پوری پوری یا بندی اور سمجھانی کریں۔ احکام الہی پر سختی کے ساتھ عمل پیرا ہوں۔ سب کے حقوق ادا کریں۔ کسی کی حق تعمی ذکرے۔ اور صحیع معنوں میں مسلمان بن جائیں۔ یہی ان کی سیل بخاست اور اول فلاح ہے۔

پس ایک مسلمان نمازی کا فرض ہے کہ جو قوت وہ اپنی بخوبیت نمازوں میں ظاہر ہو کم الدین کی نکار اور کرے تو ان نہام تفصیلات کو اپنے ذہن میں رکھے۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی حفاظت و نگہداشت کرے۔ اور اسکے دل میں ہر وقت احتساب اعمال کا کشکا کار ہے۔

یہاں یہ اللہ تعالیٰ نے اس سورہ میں اپنے پارچہ نام ذکر فرمائے ہیں۔ اللہ۔ اللہ۔ اللہ۔ اللہ۔ اللہ۔ اللہ۔ اللہ۔ اللہ۔ اسیوں اسماء و صفات کی حقیقت سمجھ لینے سے بدروں صحیح معنوں میں اپنے خدا سے دلستہ ہو جاتا ہے۔ اور اسی حقیقی معرفت معاصل

کر لیتا ہے۔ نمازی جنتک ان اسماء سے کہا جو واقعیت پیدا نہ کرے۔ ایمان و صلوٰۃ کی لذت سے بہرہ اندوز نہیں ہو سکتا۔ نمازوں کی زندگیوں میں پاکینگی حیات کا فور کیوں نہیں چکتا اور ان کی نمازیں ان کو برائیوں سے کیوں نہیں روکتیں؟ اسلئے کوہ الہیت ربویت، رحمانیت، رحیمت، اور مالکیت سے ناواقف ہیں۔

پس یاد رکھو کہ ان صفات خمسہ میں گویا اللہ بالکل اپنے بندوں کے ذمہ نہیں کرنا چاہتے ہیں، اسے بندہ ایں ہی نے اول تھے پیدا کیا۔ اسلئے میں ہی تیرالا بیعنی معبدوں ہوں، پھر تھیں۔ نے تجھکو انواع و اقسام کی نعمتوں سے نوازا اور ہر طرح تیری جسمانی و روحانی پر درشن کا سایان کیا۔ سوچ رے ہیں ہی تیرارب یعنی پروردگار ہوں۔ پھر تو نے اپنی فطری کمزوری سے عیری نافرمانی کی۔ تو میں نے تیری پرودہ پوشی کی۔ اسلئے میں تیرے لئے چین یعنی مہربان ہوں۔ پھر تو نے توہہ کی تو میں نے تیرا قصوٰر معاونت کر دیا۔ اسلئے میں تیرے سے جسمی یعنی رحم کرتے والا ہوں۔ پھر میں تھامیت کے روز بھی نجھوڑوں گا۔ کیونکہ میں قیامت کے دن کا لاکھ ہوں۔ تیری ذرہ برابر نیکی خدائے نہ جائے گی اور ذرہ برابر ہری کے انجام سے پجاوے نہ ہو گا۔

ذراغور کرو ایک عملی اور سچا مسلمان ان صفات پر ایمان لا کر اور ان تصورات کو پسند کرنا۔ رکھ کر خدا کی نافرمانی کر سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ ان تصورات سے اختصار جسمانی پر اتفاق، و پرہیرگاری کے پھر سے میٹھ جاتے ہیں۔ بدی کے جذبات پر موت ٹالنی ہو سکتی ہے۔ خوف خدا سے لرزہ طاری ہو جاتا ہے اور پاکیازی کا بول بالا ہو جاتا ہے۔

ایاں لغدُ

ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں۔

عبدات کا مفہوم عبادت سے مراد وہ فعل ہے جو کسی کی تعلیم کی غرض سے ہم کسی کی عبادت نہیں کرتے۔ ایک مسلمان یا نمازی حضر کے ساتھ اپنے خدا سے یہ وعدہ کرتا ہے کہ وہ اسی کی عبادت کریگا۔ اس کا سراسی کی جو کھٹ پڑھے گا۔ اور وہ اس ایک کا موکر ہے گا۔ اس حضر کا فائدہ یہ ہے کہ جس چیز کو مؤخر بیان کرنا ہو اور اسکو مقدمہ بیان

کیا تو یہ تقدیم حصر کا فائدہ دیتی ہے۔ پس ایا کنعبد سے یہ بات ثابت ہوئی گے سو اسے اللہ کے کوئی معبود نہیں اور جو کوئی سوائے خدا کے کسی اور کی بھی عبادت کرے۔ وہ مشرک ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایا کن عبد فرمایا۔ اس میں قول عبد پر ایا کون قدام کیا ہے۔ اسکی کمی وجود ہے۔

اسکی بھی حکمت تو یہ ہے کہ عابد کو اس بات پر تنبیہ ہو کہ معبود حقیقی اللہ تعالیٰ ہی ہے اور اس خیال سے اسکے دل میں تنظیم کا خیال پیدا ہو۔ تکامل رفع ہو۔ اور دل میں باعث ملتفت نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ اپنے کلام پاک میں ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں۔ کہ جب شیطان میرے بندوں کو مس کرتا ہے۔ اور انکے دل پر کسل و غفلت کا غلبہ ہو جاتا ہے۔ ایسی حالت میں وہ اگر میرا ذکر کریں اور دل سے میری طرف متوجہ ہوں تو دل کی انکھیں کھل جاتی ہیں اور غفلت و لبطا لبت جاتی رہتی ہے۔

حضرت امام فخر الدین رازیؒ نے ایک کیسی عمدہ وجہ لکھی ہے۔ فرماتے ہیں۔

<p>اہنہ ثقلات علیک الطاعات و صعیت گویا اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میرے میربندے،</p> <p>علییات العبادات من القیام والذکر تجھ پر طاعت کا بارگران ہے۔ اور قیام و</p> <p>والمحجود خاذلوا ولا فتوه ما یا کن عبد لتدکون و تحضرون قلبک معمر فرقی</p> <p>فاذ اذکرت حلای و حظمتی و عنیتی و عملت اپنی مولانک و اپنے عبدی</p> <p>حفلات علیک تلاف العبادات</p>	<p>کیں تبر اولاً ہوں اور تو میرا بندہ ہے۔ تو تجھ پر وہ عبادات سہل و آسان ہو جائیں گی۔</p>
--	---

گویا عبادات شاقم برداشت کرنے کے لئے "مجون ربوبیت" کی ضرورت ہے۔
اور یہ فائدہ لفظ ایا کن عبد ہے۔
(بابی آئندہ)

بارہ قضیغہ۔ میرزا یونگی نقاب تھیما ت پر تبصرہ قیمت ۲۷۔ ختم رسالت مؤلف مادر شریعت حسن بن مسلم بن اے الہوی قیمت اتر تحریر کی قیمت بیان کموف و فیض حبیب صاحب ذوب زندگانی میریات الہویت۔ میخیر اسلام پڑھی

اُفْتَارِ سَالَتْ کی الْمَعَانِیاں

اعتصام بالكتاب و ائمه

رافع بن خدیج فرماتے ہیں کہ جب رسول نما
صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تحریف لائے
تو اہل مدینہ درختہا کے خرما میں اصلاح کرتے
تھے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تمیر کیا
عمل کرتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا زانہ
قدیم سے ہماری بھی عادت ہے۔ آپ
نے فرمایا کہ اگر تم ایسا نہ کرو تو شاید ہتر ہو
پس انہوں نے اس عمل کو چھوڑ دیا۔ اسکا
نتیجہ ہوا کہ اس سال حیل کم آئے۔ انہوں
نے کہا کہ اس بات کو حضور سے عرض کرنا
نے فرمایا کہیں بھی بشر ہوں۔ اگر تھیں کسی
چیز کا اپنی رائے و اجتہاد سے حکم دوں تو

عَنْ رَافِعٍ بْنِ خَدْرٍ قَالَ
قَدْمَمْ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
الْمَدِينَةَ وَهُمْ يَأْتِونَ الْخَلَّ
فَقَالَ مَا تَصْنَعُونَ قَالُوا نَصْنَعْنَا
فَقَالَ لَعَلَّكُمْ لَوْلَمْ تَفْعَلُوا كَانَ حَيْرَلَ
فَنَزَّلَهُ فَفَحَسَتْ قَالَ فَذَكَرُوا
ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ إِذَا
أَمْرَتُ بِشَيْءٍ مِنْ أَمْرِ رَبِّيْنِمْ فَخَذْ وَ
بِهِ وَإِذَا أَمْرَتُكُمْ بِشَيْءٍ مِنْ رَبِّيْنِ
فَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ وَأَنَا مُسْلِمٌ
چاہے جب اس کا ذکر چنور سے کیا تو آپ
امروں ہی کا حکم دوں تو اسکو مضبوط پکڑلو اور
بھی بیشتر ہو۔

یعنی رسول خدا حملے اللہ علیہ وسلم امر دین کے متعلق جو حکم دیں اسکو بلاپتوں و چرا
مضبوط پکڑ لینا چاہئے اور جس دنیوی امر کے متعلق آپ اپنی رائے سے حکم دیں ابھی
کام کا ہونا ممکن ہے۔

آپ دنیا میں فلاح و نجات کی طرف بلا ذائقے میں
وناملن ہے۔

آفائے نامدار حسلے اللہ علیہ وسلم دنیا کے سچات دہندہ اور بیتی نوع انسان کے رہبر
عقلمندین میں مخفی نے آپکی اطاعت سے یک سرموا خراف کیا وہ ہلاک ہوا غور سے سنو

حضرت ابو موسیٰ لئے فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے رسول اللہ اسکے نہیں کہ میری اور اُس چیز کی جو اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ بھی ہے مثال اُس آدمی کی سی ہے کہ ایک قوم اس کے پاس آئی اور اُس آدمی نے کہا کہ اسے قوم میں نے اپنے شکر کو اپنی انگو سے دیکھا ہے میں خربوف کو نہ تک بہنہ یعنی صاف طور پر پونچا یا نوالا ہوں پس جلدی کرو تاکہ قتل و غارت سے نجات پا و پس اس قوم میں سے ایک گروہ نے اس خوبی تصدیق کی اور رات ہی رات کو بھاگ گئے اور ہر آہستگی، زمی اور آرام کو چوڑ دیا پس نئے نجات پائی۔ اور ایک گروہ نے اُس آدمی کی تکذیب کی۔ اور صبح ناک اسی جگہ شیرے رہے پس صبح ہوتے ہی اشکرا یا اور اس کو ہلاک کر دیا ہو یہ مثال اسکی ہے کہ میری فرمان برداری کرے اور جو کھین خدا کی طرف سے لا یا ہوں اسکی پیروی کرے۔ اور دوسری مثال اس کی ہے جو میری تکذیب کرے اور میری شریعت کو حق نہ سمجھے۔

یعنی عمل نبوی کی پوری پوری تعمیل و تکمیل ہی سے مسلمان ابدی نجات حاصل کر سکتے ہیں۔ انکی نجات کی ایک ہتھی راہ ہے۔ اور وہ راہ اطاعت رسول ہے۔ وہ اگر اس راہ کو چھوڑ کر زندہ ہونا اور ترقی کرنا چاہیں گے تو اور زیادہ مردہ اور پیمانہ ہوتے چلے جائیں گے۔ اغیار و اجانب ان کی شوکت و خلقت کے مکملے کر دیں گے۔ انکا عز و اقبال لوٹ لیں گے۔ اور وہ دوسری دل کی مخواہ دل سے پا مال ہو جائیں گے۔

آیات الہی کے خلاف ہی پہلی قسموں کو ہلاک کیا

عن ابی موسیٰ فرمی قال، قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مثیل و مثیل مَا اعْتَنَى اللَّهُ بِهِ لَكُلَّ اُجْهَلٍ اَنْتَ قَوْمًا فَاقْتَالَ يَاقُومٌ اِذِنَ رَّبِّكَ مِنْ
الْجَيْشِ بِعِينَتِي وَلِقَ اَنَا النَّبِيُّ شَرُّ
الْعُرَيَّانَ فَاَلْتَحَاءُ الْجَمَادَ فَأَطْلَعَهُ
طَائِفَةً مِّنْ قَوْمٍ فَلَوْلَجُوا فَأَنْظَلُعُوا
عَلَى مَقْلِبِهِمْ فَخَوْا كَمْ بَثَ طَائِفَةً
مِنْهُمْ فَاصْبَحُوا اَمْكَانَهُمْ فِي جَهَنَّمَ
الْجَيْشَ فَاهْلَكُوهُمْ وَاجْتَاهُمْ
فَذِلِكَ مِثْلُ مَنْ اطَاعَنِي فَاتَّبَعَ
مَا حَدَثَتْ بِهِ وَمِثْلُ مَنْ عَصَانِي
وَذَلِكَ بَدْ وَمَا حَدَثَتْ بِهِ مِنَ الْحَقِّ
(متفق عليه)

حضرت عمرو بن العاص فرماتے ہیں کہ ایک روز میں دو پھر کے وقت گرمی کے دنوں میں اُنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اپس اُنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو آدمیوں کی آواز کو سننا جو قرآن کی کسی آیت میں افتخار و حجڑا کر رہے تھے۔ اپس حضور باہر تشریف

لائے ایسی حالت میں کہ آپ کے روئے مبارک سے غصہ کے آثار ظاہر تھے۔ اور فرمایا تم سے بچتے اسی لئے ہلاک ہوئے کہ انہوں نے کتاب میں اختلاف کیا۔

یعنی دین کے اختلاف و نزاع ہی نسبی قوموں کو ہلاک کیا۔ اختلاف سے مراد یہ ہے کہ وہ شک و شبہ میں پڑ گئے۔ فتنہ و خوبیت کو کھڑا کر دیا۔ اور پھر بھی اختلاف و نزاع ان کو کفر و بدعت تک لے گیا۔ اور بالآخر صراط مستقیم پھوڑ کر تباہ و بریا ہوئیں۔

یہاں تکہ ہم نے جتنی احادیث اس سلسلہ میں میں کیں انکا معہوم و معنا وہی ہے کہ اصل اسلام کتاب و سنت سے تک کرنا ہے یعنی قرآن و حدیث دنوں کی پیروی ہی صراط مستقیم اور راہِ نجات ہے۔ مسائل و احکام اسلامیہ کا پہلا ماخذ قرآن ہے قرآن کے بعد حدیث کا رتبہ ہے۔ قرآن اصل ہے اور حدیث اسکی فرع۔ حدیث کو قرآن کے مطابق رکھنا چاہئے۔ تاکہ قرآن کو حدیث کے مطابق یعنی حدیث کی محنت کا مدار قرآن پر ہے۔ حدیث کے متعلق تبع تابعین سے لیکر اب تک تمام مسلمانوں کا یہ پختہ عقیدہ ہے۔ کہ قرآن وحی متلو ہے اور حدیث غیر متلو۔ اور کتاب کے ساتھ سنت کی پیروی ہی مسلمانوں پر اسی طرح لازم ہے جس طرح کتاب الہی کی۔

ضروری گذارش جن اصحاب کی میعا و خربزاری ختم ہو گئی ہے یا جسکے نام ملا طالب الطیبون نے رسالہ جیجا ہے برکاتِ ربہ مہمت جلد پہنچ رہی ہے اور زیادہ منی اڑ رارسال فرمائیں۔ شریعت اسلام کی ندی گی کے بغایت یہ ہر ہمدرد و اسلام کو سنائی مانا چاہئے جیسا کہ موجودہ اثناعشر دو گنی نہ ہوا سکے مصادر پورے نہیں ہو سکتے۔

عامِم و حائیت کی سیر

تصویرتی قلب کی اہمیت

مملکتِ جسم کا مدبر بادشاہ کی انظام جسم کیلئے دل مانند ایک مدبر بادشاہ تابع ہیں۔ جب بادشاہ نیک ہو گا تو اسکی عیت بھی نیک ہو گی۔ مثل مشہور ہے کہ انسان علی دین مددوکھم لوگ اپنے بادشاہوں کے طریق پر ہوتے ہیں۔ اگر بادشاہ نیک ہے۔ عادل اور بنا اخلاق ہونا ہے تو اسکی عیت بھی نیک، عادل اور بنا اخلاق ہوتی ہے۔ اور لوگ بادشاہ بد اور ظالم ہے تو عیت بھی ایسی ہی ہو گی۔ جب دل درست ہوتا ہے تو تمام اعمال درست ہوتے ہیں۔ چنانچہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ انسان کے جسم میں ایک مکروہ ہے۔ اگر وہ درست ہو تو سب تن درست ہو گا۔ اور اگر وہ بگرد جائے گا تو سب جسم بگرد جائے گا۔ اور وہ گوشت کا مکروہ ادل ہے۔ بس دل کی حفاظت و درستی تمام احضان کی حفاظت و درستی ہے اور دل کا بگڑا تام احظاء کا بگڑا ہے۔

انسان سے جن اعمال کا صد و رہوتا ہے۔ یا تو وہ اضطراری افعال ہوتے ہیں۔ اور یا کسی کے کہے سے کئے جاتے ہیں۔ ایسے افعال کا ہونا نہ ہونا برابر ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ ارادی نہیں ہوتے۔ اور تیری قسم کے اعمال و افعال وہ ہوتے ہیں جو روح سے پیدا ہوئے ہوں اور جن کا تعلق قلب سے ہو۔ یہی افعال انسان کی اصل سیرہ کا عکس ہوتے ہیں۔ پس جن اعمال کا تعلق قلب سے نہ ہو۔ وہ نقش برآب ہو اکرتے ہیں۔

اعمال صالحہ شریعت کی اصطلاح میں اُہنی اعمال کو کہتے ہیں جن کا تعلق قلب ہمارے اہل الفہرست کے زمانہ میں جو اخلاقی و روحانی فہنما اسلام نے مسلمانوں میں پیدا کر دی تھی۔ وہ روح کے پیدا کردہ اعمال کا اثرخنا۔ ان کو پاکیزگی حیات کی انتہائی بلندیوں

پر اسی چیز نے پوہنچایا تھا کہ ان کا قلب پاک و صاف اور مومن نخوا۔
یاد رکھو کہ پاک اور صحیح الخیال دل سے جو اعمال بھی پیدا ہونگے وہ یقیناً نیک ہوں گے
اور عظمت اخلاق کی باندیوں پر پوہنچانے والے۔

اگر قلب با اخلاق انسان، کامل مومن اور صحیح معنوں میں مسلمان بننا چاہتے ہو تو اعلیٰ
کی پاکیزگی سے پہلے دل کی صفائی کا فکر و خیال کرو۔ اگر دل ناپاک اور سنجاست مخصوصیت سے
آکلو دہ رہیگا تو ناپاک دل سے ہمیشہ ناپاک اعمال ہی پیدا ہونگے۔ اور پاک دل سے
پاک اعمال نیک اور با اخلاق زندگی برقرار کرنے کیلئے باطن کی پاکیزگی شرط اولیں ہے۔
جو علم تصوف کی عرض و غایت ہے۔

صوفیلئے کرام اویشاں میں حظاً کا وجود مسعود ملت اسلامیہ میں اسی وجہ سے
ضروری ہوا کہ یہ مقدس ہستیاں ناپاک دلوں کو پاک دل بناتے رہیں جسکے وجود سے
یہ مقصود حاصل نہ ہو تو سمجھ لو کہ وہ حقیقت میں صوفی اور پیر نہیں۔ اسی طرح بیعت کا سلسلہ
بھی اسلام میں اسی وجہ سے رکھا گیا ہے کہ مرید اپنے پیر سے تصفیہ قلب کرائے۔ اگر مرید
بیعت سے تصفیہ قلب کا ارادہ نہ کریں تو وہ رسم و رواج کے بخاری شخصیت پرست اور
حرص و ہوا کے بندے ہیں۔ جنکی بیعت محض دل بہلا دا ہے۔
یاد رکھو دل کی صفائی سے تمام عقائد و اعمال اور بدن کی صفائی ہوتی ہے۔ چنانچہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:-

خبردار ہو۔ بنی آدم کے پڑا میں ایک گوشت کا فکر ہا ہے۔ جو اچھا ہو تو تمام بدن اچھا ہوتا ہے۔ اور اگر وہ فاسد ہو جائے۔ تو تمام بدن فاسد ہو جاتا ہے۔ خبردار وہ دل ہے۔	الا ان في الجسد مضغةً اذا اصلحت صلح الجسد كله و اذا افسدت فسد الجسد كله الا وهي القلب
---	---

دَوَامَ حضُورَ رَبِّيْ فَنَارَ قَلْبٍ { اسلام و احسان دو مراد فالفاظ ہیں -
} احسان عبادات کی وح ہے۔ ایک حدیث
میں حضور رَبِّيْ فَنَار ہے۔ احسان یہ ہے کہ تو خدا کی اس طرح عبادات کرے کر گویا تو اس کو دیکھی
ہے۔ اگر تو اسکا نہیں دیکھتا ہے تو بیشک وہ تجھکو دیکھتا ہے۔ اس طرح کی عبادات کو تصوف
کی اصطلاح میں دوام حضور رَبِّيْ فَنَار قلب کہتے ہیں۔ یعنی دل اشد لعائے کی عبادات کے سوار

اور کسی چیز سے تعلق درکے۔ اسکی عبادت میں ایسی مشغولیت و محبت ہو کہ عابد اپنے نفس کو جھوٹ جائے۔

فنا نفس کے مقابلہ میں بقا نفس ہے۔ شریعت مقدسہ نے اخلاق رذیل کو حرام اور اخلاق حمیدہ کو واجب قرار دیا ہے۔ عبادات کی بہت حد تک بھی غرض ہے کہ تقویٰ و پرہیز گاری حاصل ہو۔ مادیت دب کر روحانیت اُبھرے اور دل کی بوشیدہ قوبیں ظاہر ہوں۔ اگر ہمارے نمازوں روزہ میں اخلاص و احسان نہ ہو تو ہمیں ان کا اجر نہیں مل سکتا۔ اور خدا کی قرب و حضوری حاصل نہیں ہو سکتی۔ قصوف میں اس حالت کو تقاضہ تعمیر کرتے ہیں۔

نمازوں روزہ کی ظاہری پابندی ہر شخص کرنا ہے اور کر سکتا ہے۔ لیکن دل میں وہ خاصیت جو پیر مخاں کی بیعت و اطاعت کے بعد پیدا ہوتی ہے۔ وہ ایسی عام نہیں کہ کسی دن اس میں پیدا ہو جائے۔ یہ چیز نصفیہ قلب اور سیر کا ملکی کی توجہ سے حاصل ہوتی ہے۔ انسان کی زندگی سے غرض پروردگار کی عبادت ہے۔ اور عبادت کیلئے فنا قلب۔ بقا نفس یعنی نصفیہ قلب اور ترکیہ نفس کی سخت ضرورت ہے۔ یہی قصوف کے مطالب ہیں۔ اور قصوف کیلئے فقہ کی احتیاج ہے تاکہ شریعت کے مطابق عمل ہو جائز شیخ سید عبدالقدیر جیلانی فرماتے ہیں تفہم شما عزل یعنی ہے فقیہ ہو اور بعدہ گوشہ شیخی اختبار کرو۔ امام مالک بن انسؓ فرماتے ہیں:-

من یصووف و احمد یتفقه، خفتل تلویں ف	جسے قصوف ہے اور علم فقر حاصل نہ کیا وہ زندگی
و من لفقة، واللہ یتھو فقدر افضل و من	جسے فرق کیا، علم قصوف حاصل کیا اسے بیعت باندھی
او جسے ادنون تو کو جمع کیا بیٹا کا وہ محقق ہوا۔	جمع یعنی ہما فقد تحقیق۔

دل ایک نفس جو ہر کام میں حضرت امام غزالیؓ فرماتے ہیں کہ آدمی کے قدر میں خدا کی معرفت ہے۔ یہی دونوں جہان کی بھلائی کا سبب ہے۔ اور معرفت الہی کا مخزن دل ہے۔ وہ بیسانی جسے خدا کا مساماہہ ہو، دل ملے ہے۔ نیز شیخ غالیؓ جس پر عبادات کا ثواب موقوف ہے۔ یہ بھی دل ہی سے متعلق ہے۔

تاریخ دعہ

شیدا بیان قرآن

اسلام کی آسمانی کتاب قرآن مجید فرقان حمید ہے۔ جو حجۃ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی۔ قرآن فطرت انسانی کا دوسرا نام ہے۔ اسکی تعلیم نہایت پاکیزہ، مفید اور بلند ہے۔ جتنا بھی ہمہ اس مقدس کتاب کو الٹ پلٹ کر دیکھیں، اسی قدر پیغمبر ﷺ مطالعہ میں اس کی نامر خوبی شنئے پہلوؤں سے اپنا رنگ جاتی ہے۔ اور فوز اقبال انسانی کو سخر کر لیتی ہے۔ انسان کو متغیر بنا دیتی ہے۔ اور آخر میں ہم سے مجبوراً تعظیم کر اکے چھوڑتی ہے۔ ایک انسان جوں جوں قرآن میں غور و تدبر کرتا ہے، اسکے مفہوم و معانی تک رسائی لی کو شکش کرتا ہے اسکے دل میں اسی قدر قدر و میزت زیادہ ہوتی جاتی ہے۔ اس کے مضایین و اعراض عفیف اعماقیان اور تہذیب امیزیں۔ وہ بتدریج فریقت کرتے ہیں اور آخر کار اپنا والہ و شیدا بنا لیتے ہیں۔

یہ نہ اس نئی اور تخلیل اتی ہیں بلکہ ایک ناقابلِ انکا حقیقت ہے۔ آؤ اور دیکھو قرآن نے سرزی میں عرب میں قلوب انسانی کو کیونکر سخز کیا۔ اور اپنا کیسا رنگ و اثر جایا؟۔

ایاس بن معاویہؓ نبوت کے گیارہویں سال ایک شخص اس بن رافع اپنی قوم بنو عبد الاشہل کے چند سربرا آورده لوگوں کو اپنے ہمراہ لیکر مدینہ کریں اسلئے آیا کہ قریش کے قوم خرزج کے مقابلہ میں معاہدہ کرے اور قریش کو اپنی قوم کا ہم خدم بنائے۔ یہ وفد قریش سے ابھی ملنے پا یا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہ دن دل کی خبر آمد سنکر سب سے پہلے ان کے پاس چاہوئیجہ آپنے جاتے ہی رُنے کے لئے تکو فلاخ و سجاہت کی طرف بلانے آیا ہوں۔ میرے پاس ایک چیز ہے جس میں تم سب کی ہمہ سری مضر ہے۔ اگر کبوتوں میں تمہارے سامنے وہ چیزیں

کروں؟ انہوں نے کہا یہت اچھا آپ شوق سے پیش کیجئے جنور نے فرمایا میں لوگوں کی
ہدایت و رہبری کیلئے خدا کی طرف سے مبوعث ہوا ہوں۔ میں لوگوں کو شرک سے منع کرتا
ہوں اور ایک خدا کی عبادت و پرستش کی طرف بلاتا ہوں۔ محمد پر خدا تعالیٰ نے ایک
کتاب نازل کی ہے۔ اسکے بعد آپ نے اسلام کے کچھ اصول بنائے اور کچھ قرآنی آیات
پڑھکر سنائیں۔ انس بن رافع کے ہمراہ ایک نوجوان ایاس بن معاذ بیٹھی تھا۔ اس نے
جنور کی باتوں اور آیتوں کو بغور سنکرتبے تباذ کہا۔ اسے میری قومِ اتم جس مقصد کیلئے
آئے ہو۔ بحدا یہ جیز اس سے زیادہ اچھی ہے۔ انس بن رافع نے ڈانٹ کر کہا چبپ رہو کیا
ہمہ ماں تبدیل مذہب کیلئے آئے ہیں، بیچارے ایاس خاموش ہو گئے۔ اور جنور بھی الحیر
چلے آئے۔ مدینہ کا یہ وفد ناکام واپس گیا اور قریش مکہ سے کوئی معاہدہ نہ ہو سکا۔ مدینہ
میں پونچ کر چند روز کے بعد ایاس بن معاذ کا انتقال ہو گیا۔ مگر چون کوفہ رائی آیات ان کے
دل میں اثر کر گئیں تھیں اور اسی وقت سے ایمان نے دل میں گھر کر لیا تھا اس لئے درنے سے پہلے
اپنے ایمان کا اظہار فرمایا۔ اور خاتمه بالخیر ہوا۔

ضماد از دی یعنی شخص عرب کا شہر۔ افسوں گر تھا میں کا باشندہ تھا۔ یا ایک
امر تھا کہ میں آیا تو قریش نے کہا کہ یہاں ایک شخص محمد صلعم ہے
اس پر جنات کا اثر ہے، دیکھنا اُس سے بچے رہنا۔ ضماد از دی شے کہا کہ میں اپنے منتر سے
اس شخص کا علاج کئے دیتا ہوں۔ یہ کہ کر انحضرت صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ میں
تمہیں اپنا منتر سنانا ہوں اسلو سونا جنور نے فرمایا تم یعنی سنا نا پہلے میر امنتر لئے
چنانچہ آپ نے خطبہ کے یہ کلمات ادا فرمائے۔

الحمد لله نحمد الله ولستعيته من يهدى الله فلامضل له و

من يفضلله فنلاهادى الله و اشهد ان لا الله الا الله وحدة

لا شريك له و اشهد ان محمد اعبد الله و رسوله۔ اما بعد

آپ نے ابھی اسی قد القاط بیان فرمائے تھے کہ ضماد بے اختیار ہو کر یہاں اٹھا

تھیں کلمات ذرا و بارہ بیان فرمائے جنور نے دوبارہ بیان فرمائے۔ اسی طرح
کئی مرتبہ بھی کلمات سنکر ضماد نے کہا کہ میں نے بہت سے کاہن، ساحر اور شاعر دیکھے
اور ان کا کلام بھی سنایا۔ لیکن ایسا جامیع و مانع اور لطیف و بیان کلام آج تک نہیں سنایا۔

ابنا ہاتھ بٹلے یئے میں بیعت کر مسلمان ہوتا ہوں۔

سجان اللہ۔ گئے تھے اپنا منتر نا نے مگر کلام الہی سنکر ایسی چوکڑی جھولے کہ ساری افسون گری دھری رہی۔ کیوں کرنے ہو آخر فتہ آن کلام الہی اور انسانی فطر کی آواز ہے۔

طفیل بن عمر دوست - علاقہ بین میں ایک قبیلہ دوست آباد تھا۔ اس قبیلہ کا سردار طفیل بن عمر دوستی تھا۔ جس کا شمار روستے میں میں تھا۔ یہ بڑا عقیل و فہیم اور زبردست شاعر تھا۔ علم و دانشمندی میں بھی کمال حداشت تھا۔

یہ ایک دفعہ مکہ میں آئے۔ انکی آمد کی خبر سنکر سردار ان قریش استقبال کئے تھے باہر نکلے اور بڑی عزت و تظمیم کے ساتھ شہر میں لائے۔ اب قریش کو اس بات کا مغلکر و امنگیر ہوا کریں انکی ملاقات محمد صلعم سے نہ ہو جائے۔ یہی تھے جائیں۔ اگر طفیل پر محمد صلعم کا جادو ٹھیک گی تو اس نہیں۔ قریش نکلنے طفیل سے کہا کہ آجکل ہمارے ملک میں ایک ایسا جادو گریہ ہوا ہے جسے سارے شہر کو ایک فتنہ میں ڈال رکھا ہے۔ باپ سو بیٹا جدائی میٹے کا باپ دشمن، بھائی بھائی سے الگ اور شوہر ہبھی سے جدائے۔ ایک عجیب فتنہ نفاق و شفاق برپا ہے۔ چونکہ آپ ہمارے معزز زہمان ہیں، اسلئے آپ ہر طرح احتیا طاریں کہیں آپ پر محمد صلعم، کا جادو نہ چل جائے۔ اتنا خیال رکھیں کہ کوئی گمراہ ساحر کی زبان سے نہیں۔ قریش نے انکو کچھ اس طرح خوف دلا یا کہ ڈر کے مارے انہوں نے اپنے کاؤنٹیں روپی ٹھوٹس لی۔ کہ کہیں اچانک محمد صلعم، کی آواز میرے کافلوں میں نہ پڑ جائے۔

اگر ہونی کیسے مل سکتی ہے۔ قسمت میں دولت ایمان تھی، اساری احذیا طبکار گئی۔ ایک فتنے علی الصباح طفیل کا گذر خانہ کعبہ کی طرف ہوا۔ اخضارت صلعم نماز فجر پڑھ رہے تھے۔ افتاب رسالت طفیل کی بھی نظر طکی۔ مذاہنگی روحاں کی روز خرگات کو بغور سبھوت ہو کر دیکھتے ہیں کیونکہ انکی اگھوں نے یہ خوشی اور بصیرت افزود منظر بھی نہیں دیکھا تھا۔ اہستہ اہستہ اور ڈرتے ڈرتے حصہ کے قریب آئے اور اب اپنی قرأت کی آواز بھی کچھ کچھ سنائی دیتے گئی۔ اسکے دل میں خیال پیدا ہوا کہ آخر میں بھی تو شاعر و عقلمند ہوں۔ اگر اس شخص کی باتیں اچھی ہو گئی تو مان لوں کا اور اگر بردی ہو گئی تو انکا رکر دھنی گا۔ یہ خیال آئتی ہی کافلوں سے روپی لکھاں کر جیں گے۔ (باقی آئندہ)

کیا مرزا صنائی بعیت ہی مدارنجات ہے؟

قرآن و حدیث اس امر کی تاکید و ہدایت سے لبریز ہیں کہ الطیعو اللہ والرسول لعلکم تو جھون۔ یعنی اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول برحق حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و تابع داری کرو۔ تاک تم پر رحم کیا جائے بتہ آن کریم ہیں جگہ سچا اسی عمل کی نکار ہے کہ اسلام کے نزدیک بخات کامدار ایمان و اطاعت باللہ و بمحمد الرسول اللہ و سلم سے لیکر آجتک تمام دنیا کے مسلمانوں کا مستفدو خفیدہ ہے۔ کہ قرآن حکیم و رسالت نبوی پر ایمان لانا اور ان پر عمل کرنا ہی دینی و دنیوی فلاح و بخاح کا ذریعہ ہے اور دنیا بھر کے مسلمان بنی کریم صلعم کی اطاعت ہی کو مدارنجات ملتے چلے آئے ہیں۔ اسے قطعی طور پر نیافت ہو گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر قسم کی بتوت ختم ہو گئی۔ کیوں نہ ہو جب قرآن پاک نے صاف اعلان کر دیا کہ آٹھے دن ہم نے تمہارا دین کمل کر دیا۔ اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی۔ تو لا جمال بتوت بھی ختم ہو گئی۔ کیونکہ اکمال دین و انتام نعمت کے بعد اجراء بتوت کی خود روت ہی نہیں رہی۔ الغرض قرآن مجید اس امر پر شاہد عدل ہیں کہ حضور صلعم کی اطاعت ہی مدارنجات ہے۔ اور یہ ایک ایسی آفتا بے زیادہ روشن حقیقت ہے جسکا انکار محال ہے۔

قرآن کریم کی سوائیں، بے شمار احادیث اور اجماع امت و قیاس اس امر کے گواہ ہیں کہ اسخت حضرت صلعم آخری نبی ہیں۔ جسکے معنے یہ ہیں کہ ہدایت بنی آدم اور تکمیل اخلاق کا جو کام انبیاء نے سابق سدا بخاتم دیا کرتے تھے، وہ کام پدر جہا تم واصل آپ کی ذات پر ختم ہو چکا۔ اب آپ کے اتباع سے ہی دنیا کمال حاصل کر سکے گی۔

ہمارا مرزا یوں سے ایک مطالبہ

مرزا صاحب اور ان کے اجتنک بہتیرے پیر رگڑے، انتہائی زور استدلال صرف کیا۔ لاکھوں اباد فریبیوں، حق پوشیوں اور ملیع ساز یوں سے کام لیا اور ہزاروں جتن کئے کہ کسی طرف دنسا غلامی

کے اوپر کو بروزی نبی تسلیم کرے۔ مگر جس کا لذب آفتاب سے زیادہ روشن ہوا اس کے پھرہ پر یہ دشمنان اسلام کیسے حق و صداقت کا فازہ بن سکتے تھے۔

مرزا صاحب اور انکے مریدوں نے سب کچھ کیا۔ مگر وہی نہ کیا جو کرنے کی بات تھی۔ یعنی کسی قتلدانی آیت اور صحیح حدیث سے بالسفر تک مرزا صاحب کی نبوت ثابت نہ کر سکے۔ اور نہ قیامت تک کر سکیں گے۔ مرزا نبیت کا تمام اٹھپتہ تو یہ دلالت باطل سے بھر پور ہے۔ اور بعض تاویل سے کوئی شخص نبی نہیں ہیں جن سکتا۔ یوں بننے کو تو فرعون صفت انسان تاویل کی آڑ میں خدا بھی بن سکتا ہے۔

ہمارا مرزا یوں سے مطالبہ ہے کہ اگر وہ اپنے پاس صداقت کا ایک ذرہ بھی رکھتے ہیں تو انھا اسلام سے دور کا بھی تعلق ہے تو وہ قرآن یا کسے کوئی ایسی آیت نکال کر دکھلا دیں جس میں اہلت محمدی کو یہ ناکید وہدایت کی گئی ہو کہ ایمان لا و اللہ پر، اسکے رجھوں پر اور آئندہ آئیوں لے نبیوں پر۔ پھر کسی حدیث سے ثابت کریں کہ رسول نہ دلائے، علیہ وسلم نے اپنی امت کو وصیت کی ہو کہ میرے بعد موضع ضعف قادیانی میں ایک غلام احمد بنی آئے کا اسکی اطاعت و فرمان برداری کرنا۔ اگر وہ ہمارے اس مطالبہ کو پورا کر دیں تو اچھی ہی اسلام اور مرزا نبیت کی جنگ ختم ہو جائے اور ساری دنیا ان کوئی تسلیم کرے۔ مگر یہ مطالبہ پورا کرنا مخالف ہے۔

مرزا یوں اگر تم میں کچھ دم ہے تو ہمارے اس مطالبہ کو پورا کرو۔ ورنہ تمہیں کوئی حق نہیں کہ نبوت کا ذرہ کاڑھوں پیٹ کر مسلمانوں کے کان لکھا اور مذہب کے پردہ میں لینچ کر دا سخت دامارت کو فتح رکھو۔

صاف صاف بغیر کسی اتنی پیچ کے جواب دو کہ قرآن و حدیث میں مسلمانوں کو مرزا غلام احمد فادیانی پر ایمان لانے اور اسکی اطاعت و فرمان برداری کرنے پر مامور کیا گیا ہے یا نہیں؟ اگر جواب اثبات میں ہے تو بالصرارت ثابت کرو۔ اور اگر اسکا جواب نہیں ہے تو اپنا مشن بھائیں جھوکا کر اسلام قبول کرو۔ کیوں ناقہ فتنہ پا کر کھا ہے اور اپنے ساتھ حکومت کو بھی پریشانی میں ڈال رکھا ہے۔

مرزا صاحب شریعت محمدی کو شفوخ کرنا چاہتے تھے

مرزا نبی جو نے مسلمانوں کو یہ دھوکہ اور فربہ دیا کرتے ہیں کہ مرزا نما دست قتل اور صاحب شریعت نبی نئچے بہت بچا بغرض مصالوں یونہی سمجھی۔ مگر اس بات سے وہ انکار نہیں کر سکتے کہ مرزا صاحب شریعت محمدی کو منسوج کرنا چاہتے تھے یا ان طور کر مرزا صاحب سے پہلے اصول بخات لے کر اللہ اکرم اللہ حکمہ رَسُولُ اللہٗ مُحَمَّدٌ یعنی ایسلام انہیں کو پڑھ کر اور لے لے اپنے سفیر بھال کرے بخات کا سخنی یوں کہا تھا اور مار دین بخات نبی کر یہ سخنیم پر ایمان لا ما تھا۔ مگر اب کوئی لا کھد فروجی فلم پڑھے اور جھوٹ پر ایمان رائے۔ مگر مرزا صاحب کی بیعت ذکر کے، وہ بیٹا خفر و ذہنی ہے، سکی بخات نہیں ہو سکتی۔ یہ شریعت محمدی کو منسوج کرنا نہیں تو اور کیا ہے؟ اس سخنی کا اعلان لاظہ ہو:-

آب دیکھو نہ خدا نہ سیری وہی سیری تعالیم اور سیری بیعت کو نوح کی کشتنی
قرار دیا اور نکامہ انسانوں کیتھے مدار بخات شیری یا جسکی آنکھیں ہوں دیکھے
اور جسکے کان ہوں سے دھاشیہ اربعین عاصف)

مرزا یبو اٹکھوں سے اور مرزا پرسنی کی بڑی اتار کر دیکھو کہ مرزا صاحب نے قرآن پاک کے پیش کردہ اصول بخات اور مدار بخات لوگ دعویٰ اور کافراں جرأت کے ساتھ پڑھا ہے۔ اگر تم اب بھی مرزا بیعت کے سنبھاری جائیں پھنسنے رہو تو سبھا جائے کاک تخت دیانت اور قرآن کے لانے والے کے دشمن ہو۔ اور مرزا کی محبت و عقیدت نے انہیں بنادیا ہے۔

لاہوری مرزا یبو اخدا را انصاف سے بتلا دکہ مرزا صاحب نے یہ دین کی تجدید دی کی ہے یا سرے سے اسلام ہی کو بد لانا چاہا ہے۔ یا تو تمہیں تجدید و تفسیخ کے معنوں پاک ہنہیں اور یا تم جان بوجہ کر انجان بنتے ہو۔ کیا تم اس بات سے انکار کر سکتے ہو کہ تمہا یے غلامی پسند اور حکومت پرست مجدد نے ابتدائے دھوکی سے لیکر اپنی وفات تک اپنی تمام تحریر وں میں اپنے مخالفین و منکرین کو دائرہ اسلام سے خارج اور جنہیں تھیلیا ہے۔ اور ان کی تاریخ عشرت مسلمانوں کی تباہی و بر بادی میں صرف ہوئی ہے۔ کیا تجدید دین اسی کو کہتے ہیں۔

میہے پکڑے ہوئے بھائیو تم کشمکشیوں میں پاؤں رکھ کر ساحل مردانک پیش کر جائیں ہو۔ یعنی تم ایک ہاتھ سے مرزا کا دامن پکڑے ہوئے ہو اور دوسرا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ اس طرح

تم ہر گز ہرگز سنجات حاصل نہیں کر سکتے۔ کیونکہ یہ بیک وقت حسین اور ریزید و لنوں کی بیعت اور کفر و اسلام کی تابع داری ہے۔ تمہارا بدترین نفاق قادیانیوں کے کھفر سے زیادہ خطرناک اور تباہ کن ہے۔ اگر تم صدقہ دل سے ہر کلمہ گو کو مسلمان سمجھتے ہو اور رسول نما اصلاح کی طاعت ہی کو مدارجات مانتے ہو تو مرزا صاحب کی مذکورہ بالا قسم کی تحریروں سے بانگ ہل بیزاری کا اعلان کر دو۔ مخصوصاً ان اڑا خود ساختہ شیخ اور حاشیہ آرائی کی ضرورت نہیں۔ ہے کوئی قادیانی یا لاہوری مرزا نی جو مرزا صاحب کو شریعت محمدی کی منسوخی کے بدترین کفر سے بچائے اور ہمارے مطابق کو پورا کرے۔

”این خیال است و محال است وجنوں“

محمد عربی کے غلاموباد بن حنفیت کے حافظو! اور حق و صداقت کے علمبردار! ای! انکو و بالا تصریحات سے تم نے معلوم کر لیا کہ مرزا نی دشمن قرآن۔ اسلام کے باعی اور رسول نما سلعم کے بد خواہ ہیں اور مرزا صاحب شریعت محمدی کو منسون خ کرنا چاہتے تھے۔ اسکے بعد بعض اگر تم مالی قدر بانی سے اس فتنہ قیامت کا استیصال نہ کرو تو قیامت کے روز تم خدا کے رسول کو کیا جواب دو گے؟

جريدة مسلمانوں کے خاص نمبر

قرآن نے بہر ماہ رمضان المبارک مطابق ۱۹۳۵ء کا جريدة مسلمان قرآن نمبر ۴۰ کا جیسیں میں قرآن مجید کی تعلیمات۔ صداقت و حقانیت پر معرب کتاب آرا رمضانیں ہو گئے۔ تبلیغ نمبر ۲۷ مسلم کے ساتویں سال کا پہلا جريدة ماہ جنوری ۱۹۳۶ء میں تبلیغ نمبر ہو گا۔ جس میں تبلیغ رمضانیں ملک کے نامور اہل فقہ حضرات کے ہوں گے۔

جماعت معاونین و خدام اسلام کا فرض ہے کہ جريدة کی توسعی اشاعت میں حصہ لے کر ثواب واریں حاصل کریں۔ کارکنان حزب النصار جريدة کو ہر لحاظ سے دچپ پھیندیتا نیک لئے سامنے ہیں۔ حزب الال نصار کی خطیم اشان حضی سالانہ کافرنیس۔ حزب الال نصار کا سالانہ جلسہ اس دفعہ ماہ شعبان ہیں نہ ہو گا۔ ماہ شوال مطابق ماہ جنوری کے پہلے ہفتہ میں اسکا انعقاد زیر تجویز ہے۔ صحیح تاریخوں کا اعلان بعد میں کیا جائے گا۔

(میجر)

شذرات

(از مدیر معاون)

حضرت مولانا ظہور احمد صاحب کی صحیتیابی کے اللہ تعالیٰ کے کام ہزار ہزار شکر و احسان ہے کہ اسے پانچ چھ ماہ کی طویل اور خطرناک عالالت کے بعد صحت و عافیت عطا فرمائی۔ کیونکہ قدرت نے اس دور پر آشوب میں مولانا موصوف سے اپنے دین کی خدمت کے بڑے بڑے کام لیئے ہیں۔

ان پانچ ماہ کے دوران میں حزب الانصار کے عملاء کو جن مانی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ اسکا حال خدا کے علام الغیوب ہی خوب جانتا ہے۔ درسہ عزیزیہ تبلیغی کلاس، شمسِ اسلام اور حزب الانصار کا نام خرچ حضرت مولانا ظہور احمد صاحب کی ہمت عالی پر ہے۔ ایسی صورت میں ایکی عالالت اس عظیم الشان ادارے کی موت کے منزدافت تھی، اس پر مسلمانوں کی عدم قویجی قیامت تھی۔ مگر چونکہ خدا کا کام خدا اللہ کے فضل و کرم سے جو دل توں کر کے تمام کام چلتے رہے۔ دارالعلوم عزیزیہ کادرسیں واقفاء برائے جاری رہا طلبیکے تمام اخراجات پورے ہوتے رہے۔ مگر افسوس کہم رسالہ شمسِ اسلام کو جاری در کھسکے۔ یعنی چار ماہ تک شمسِ اسلام کی اشاعت انتہائی مجبوری کی حالت میں مٹوئی رہی۔ جس کو ہمارا دل ہی جانتا ہے کہ ہم نے اس التواکو کیسے برداشت کیا۔

حضرت مولانا موصوف کی صحت یا بھی سے از سر لوگشن دین بن محمدی میں بہار اگری ہے اور شمسِ اسلام ناظرین کے ہاتھوں میں کیجاںی طور پر پوچھ رہا ہے۔ اور خریدار اشامِ اسلام کے فقصان کی تلافی اس ہترین صورت میں کر رہا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مولانا کو اپنی حفظ و امان میں رکھے۔ اور ہمیں دینی خدمات کی بیش از بیش ہمت و توفیق ارزائی فرمائیں۔

**ناظرین شمسِ اسلام کی خدمت میں التاسع شمسِ اسلام کے محبوب سالا
ذریعہ ابتدک سخن و اشاعت اسلام کے سلسلہ میں جو ناچیز خدمات سرایاں میں پائی ہیں اسے**

آپ اپنی طرح واقعہ ہیں۔ اسکے پیش نظر صرف ایک ہی چیز ہے کہ مسلمانوں ہند کی مذہبی اخلاقی اور معاشرتی اصلاح و ترقی کے اسلامی تعلیمات کی روشنی میں قابل عمل وسائل سوچے جائیں۔ انکے سامنے اسلامی حقائق و معارف کو عام فہم لائشیں اور اچھے رنگ میں پیش کیا جائے۔ اور ارباب نفاق و دجالۃ کفر و شیطنت کی الہ فرمیبوں کا پرداہ فاش کیا جائے۔

ہم ناظرین سے معافی طلب کرتے ہیں کہ چار ماہ تک رسالہ چند قانونی مجبوریوں اور مالی مشکلات کی وجہ سے شائع نہیں ہو سکا۔ اب نئے ڈیکلائریشن کی منتظری کے بعد نئی شان کے ساتھ امیدوں کی ایک دنیا نئے ہوئے شائع ہو رہے ہیں۔ اس سے آپ اندازہ لگائیں کہ اسکا تقبل کتنا شاندار اور بلت اسلامیہ کیلئے کتنا مفید ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے توفیق دی تو انشاء اللہ ہر یا شمسِ اسلام کی دلچسپی اور حجم میں اضافہ ہوتا رہے گا۔ اور آپ سو ہندوستان کا ایک بہترین رسالہ پائیں۔

گریاد رکھئے کہ یہ سب کچھ اپنی امداد و توجہ پر منحصر ہے۔ اگر آپ اپنے سینے میں اسلامی درد اور خدمت دین کی نیڑپ رکھتے ہیں تو کیا آپ کا فرض نہیں کہ آپ اسکی طرف اپنا دست کرم پڑھائیں۔ ذیرِ معدود و پیغمبر تبلیغِ اسلام کیلئے سال میں صرف کردینا کوئی بڑی بات نہیں۔ بشرطی آپ اپنے فرض کا احساس کریں۔ آخر وہ رضاۓ الہی کے شیدائی بھی تو ہیں جو لپٹ میں سا در قوم کی خاطر ہزاروں روپے خرچ کر دیتے ہیں۔ نہ معلوم آپ کے کتنے ذیرِ معدود یا یار و دستوں کی خوشنودی اور خاطر مدارات میں خرچ ہو جاتے ہوں گے۔ کیا یہ ممکن نہیں کہ آپ اپنے یار و دستوں میں اسکی توسعی اشاعت فرما کر خدا کی خوشنودی اور جنت کی نعمت خریدیں اور تبلیغِ اسلام میں ہمارا ہاتھ بٹائیں۔ دیکھنا ہے آپ میں سے کتنے رضاۓ الہی کے شیدائی لکھتے ہیں۔ آئندہ ماہ سے ہر یا اون شیدائیان اسلام کے اسماں کے گرامی شائع ہوتے رہیں گے۔ جو ہماری حقیر آواز پر لبیک کہیں گے۔

حزاب الاصرار کا پیغام مسلمانوں کے نام کو قائم ہوئے

یہ چھاسال بمار ہا ہے اس حصہ میں انسے اپنی بساط کے مطابق جو عروس اور مفید اسلامی خدمات سر انجام دی ہیں۔ انکو اخبار ہیں حضرات اپنی طرح جانتے ہیں۔ اسکے پیش نظر

اندر رونی و بیرونی محتلوں سے اسلام کا تحفظ کرنا، تبلیغ و اشاعت اسلام، اصلاح رسوم اور احیاء و اشاعت علوم دینیہ کے مقاصد عظمیٰ رہے ہیں۔ انہی مقاصد کی تکمیل کیلئے دارالعلوم عزیزیہ اور شمسِ لاسلام کا افتتاح ہوا تھا۔ دارالعلوم عزیزیہ میں اسوقتِ شش طبقہ دینی علوم کی تکمیل کر رہے ہیں جنکے تمام اخراجات کی کفیل حزب الالفصار ہے۔ نصاب تعلیم اسقدر رجامع و مانع ہے کہ چار سال میں ایک طالب علم صحیح معنوں میں بروجش مبلغ بمصر قرآن فلسفی منطقی، حیاہدلت اور تاریخ دن بجا تھے۔ اسکے ساتھی دارالعلوم میں آنندہ کے لئے طبعی تعلیم کا استثنا ممکن کیا جا رہا ہے۔ انشا الرسالہ تعالیٰ کی آغاز بھی ماہ شوال سے ہو جائے گا۔ ماہ حال سے قاضی محمد ولیر صاحب ظہیر کو بھی بطور مبلغ مقرر کیا گیا ہے۔ جن کا تقریر انشا اللہ نہایت مفید ثابت ہو گا۔

الغرض احیاء و اشاعت علوم دینیہ کے سلسلیں تمام انتظامات مکمل ہوئے ہیں اور حزب الالفصار کا مستقبل نہایت شاندار ہے۔ اب اگر اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق ارزانی فرمائیں اور مسلمان بھی اس حظیم الشان اور اے کی طرف دست اعانت پڑائیں تو کتاب و سنت کے درس و اقتار سے ہزاروں انسان مستقید ہو سکتے ہیں۔ چاروں طرف علم و فضل کی نہریں جاری ہو سکتی ہیں۔ فیوض و برکات الہی کے دریا بوجزان ہو سکتے ہیں اور حزب الالفصار ہزاروں دلوںکی زندگی کا باعث ہو سکتی ہے۔

مگر یاد رکھ کر یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور اپنی امداد و توجہ پر محسوس ہے۔ ہم کوں رضائے الہی کا شیدائی، کتاب و سنت کا حامی اور اسلام کا فدائی ہے جو قوم کی زندگی کا باعث بنے اور مالی امداد کر کے داریں ہیں فائز المرام و شاد کام ہو۔

وین حق کے حافظوں اسوقت اسلام پر چاروں طرف سے فتنوں کی بارش ہو رہی ہے ایسے خاک و وقت میں تبلیغ و اشاعت اسلام میں مالی قربانی کرنا صحیح معنوں میں جنت خریدنالہے۔ ماہ جرم میں خدا کے فرمان بردار بندے زکوٰۃ و صدقات دیا کرتے ہیں۔ انکی زکوٰۃ و صدقات کا صحیح مصروف یہی ہے کہ اسے احیاء و اشاعت علوم دینیہ ہو۔ اور زکوٰۃ و صدق کار و بیوی محمد رسول اللہ کے مہماںوں اور آئندہ بنتے والے دین کے خادموں کے کام آئے۔ اسلام کے فدائیوں! آگے بڑھو اور حامیان دین کی سنبھلی فہرست میں اپنانام کھالو۔

علامہ مشرقی کے فتنہ سے بچوں اہروہ شخص مجستیقم الظرا و رغیر
بھائی اللہ تعالیٰ نے تاب و سنت کے سخنے کی توفیق دی ہے اور ذکرہ کے مطالعے سے
اُس تجھ پر آسانی بھی نہیں سکتا ہے کہ مشرقی صاحب نے اسیں جو اسلام پیش کیا ہے، وہ
وہ اسلام نہیں جو ہم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کی طرف سے لائے تھے جو کانظام رسول
اللہ کی وفات کے بعد صحابہ کرام نے مصبوط و استوار کیا تھا۔ اور جسکی تجدید و تاسیں
فتنہ کے اسلام قبہ دین حظام اور عدالت ملت کرتے رہے۔ وہ اسلام صرف مشرقی
صحابکے دماغ کی پیداوار ہے۔

تمہیں رہ رہ کر اس بات پر روشنائی ہے کہ خدا کا لا اوارث دین نا اہلوں کے حافظہ
پر گذشتہ۔ ہر ادنیٰ محقق اجتہاد دین کے منصب پر بیٹھا ہوا ہے۔ اور منہ نے مفسر پیدا
ہو رہے ہیں۔ انہا عشق خادع جو کچھ ایکے قلب پر المقاڑت ہے وہ اسی کو آزادی دیتا ہے کے
ساتھ اسلام کی طرف تمنسوب کر دیتے ہیں اور انکو سر بر اطمینانوں سے بھی مسلمانوں میں سے
لکھ آتے ہیں۔ جاہل نہیں بلکہ اپنے اچھے پڑھ لئے اور سجادہ رہنا تو پھر کیوں نہ اچھہ اور
قادیانی کی نبوت کا ذرہ چمکے۔

مرزا صاحب نے بھی ہوت کا ذرہ ایسے ہی پہنچنے سے بدل بدل کر حاصل کی تھی۔ اگر
مسلمانان پنجاب نے بروفت اس فتنہ کی سر کوبی نہ کی تو یہ فتنہ بھی فتنہ قبہ دیت بنکر بہیگا
اور پھر چھٹے چلانے سے کچھ نہ بنے گا۔

جہش اور اٹلی کا نزلع جہش اور اٹلی کے تنازع علی نہایت نازک صورت
بیش خیر مذہبی نجایے۔ اور امن عالم کو تباہ کر دے مظلوم جہش کی تباہی میں تو کوئی شک ہی
نہیں۔ اسکا توہر حال میں تیا پانچا سمجھو۔ وہ سرایہ دار اور طاقتور قوموں سے افریقہ کی آزادی
کسی حال میں بھی برقرار نہیں رکھ سکتا۔ کیونکہ اٹلی اور جہش کی تباہی میں بلکہ برابر کی نہیں بلکہ مونا تو ان
اور شیر غزان کا مقابلہ ہے۔

غیر جہش کے سر پر جو کچھ آپڑی ہے۔ وہ تو اپنی قسمت کو روک رائے جھیلے ہی گا۔ مگر
اقوام کو یہ سبق ضرور مل گیا ہے۔ کہ اس دنیا میں غیر و مکر و رکاوی ساختی نہیں۔ لمح جو قوم

یا سلطنت مالی اور اقتصادی نہیں ہے اور کسی طرح مکروہ ہے، وہ جو شیعہ ہے، غیر مہذب ہے، وہ اپنی، ستی کو محفوظ نہیں رکھ سکتی۔ اسے دنیا میں زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں اور اپنی سلطنت کو خارجی دشمن سے کسی طرح نہیں پچا سکتی۔

اور جو قویں زیادہ دولت، مضبوط فوجی نظام اور زیادہ خوفناک و آتش باور مسلوک محتی ہیں، وہ معزز و مہذب ہیں۔ انہیں حق ہے کہ اپنے استعماری مقاصد جو عالم ارضی سر بایاری اور اقتدار پر سٹی کیلئے ضعیف توموں کے فطری حقوق غصب کر لیں۔ ان کے املاک و اموال اور دولت و پیداوار پر بلا شکر غیرے قبضہ گر لیں۔ اگر کسی کے دل میں مظلوم و ضعیف کی ہمدردی کا ادا نے ساختہ ہے، بھی پیدا ہو تو اُسے جنگ کی دہنکی سے خاموش کر دیں۔ اچ تو جیکی لاٹی اسی کی صیغہ ہے۔

دنیا کی ضعیف و درمانہ قوموں اور دنیا میں تہارا کوئی ساتھی و مددگار نہیں، تمہیں دوسرے کے رحم و کرم پر زبردستی ہینا پڑے گا۔ تمہاری آزادی زبردستی ہیجنی جائے گی اور تمہیں غلام و مکولہ ہو کر جینا پڑے گا۔

اپنے ہندو جیش سے قدرتی طور پر ہمدردی ہے اسے کرو وہ مظلوم ہے، مکروہ ہے اور مظلوموں سے ہمدردی کرنا انسانی فرض ہے۔ خصوصاً مسلمانوں کو تو خاص طور پر جیش سے ہوئی چلھئے کہ اپنے جیش اور مسلمانوں میں روابط محبت و داداً اخہرت سے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے پچھے آ رہے ہیں۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جیش مسلمانوں کے لئے ہبہ ترین جائے پناہ تھی۔ اور اسوقت بھی جیش ہیں۔ لا کوئی مسلمان بنتے ہیں اور موجودہ شہنشاہ جیش کا ان کے ساتھ ہیا یت اچھا سلوک ہے۔

احرار کے خلاف طوفانِ مخالفت کے ادبار

و تنزل کا سب سے بڑا سبب یہ ہوتا ہے کہ اسکی مختلف جماعتیں کی ذہنیتیں متفاوت ائمکے مطیع نظر متصاد، اور ان کے نصب العین متبان ہو جاتے ہیں۔ ان کی باہمی تکشیش اور کمیتیاں بجاے اصلاح کے تحریک و افساد کے دروازے کھول دیتی ہے، ان کا رکان لا یعنی جمگروں اور فضول مباحثت میں پرکار اپنی اجتماعی قوتوں میں تفرقہ و شقاقد کے سامان پیدا کر لیتے ہیں۔ وہ ایک دوسرے کو لفڑت و حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں اور جماعتیں

رقباء پشمک زنی رکھتی ہیں۔

ہنایت افسوس اور شرم و ندامت کا مقام ہے کہ آج مسلمانان بخاب شرمناک اندر و فی اختلافات میں مبتلا ہیں اور اپنا استقبل اپنے ہاتھوں تاریک بنارہے ہیں۔ یہ تباہ کن جذبہ مخالفت و عناد اچھل مسلمانوں میں زوروں پر ہے یعنی احرار کے خلاف ایک طوفان برپا ہے اور بنائے مخالفت محسن یہ ہے کہ انہوں نے تحریک مسجد شہید گنج میں حصہ نہیں لیا۔ اتنی سی بات کیلئے ایک روز نامہ نے محترم ارکین مجلس احرار کے خلاف ایک طوفان مخالفت بیا کر رکھا ہے۔ اسکا دعویٰ ہے کہ ہماری مخالفت اصولی مخالفت ہے۔ تو اسے مجعوناً نہ ڈھینت اور رشتہ اخلاق کا ثبوت طرح طرح کے اکاذیب و اباطیل بے بنیاد اتهامات اور دروغ باغیوں سے کیوں دیا۔ کیا سارے جہاں کا درد اسی کے سینے میں ہے۔ حقیقت یہ ایک بہانہ ہے۔ اس اصولی مخالفت کے پردہ میں جذبہ عناد کام کر رہا ہے۔

اگر بالفرض گذشتہ ایجمنیشن میں مجلس احرار سے کوئی غلطی بھی ہوئی تو کیا اسکے معنے یہیں کہ اسکے سارے کارناموں پر اپنی پھیر کر سرے سے مجلس احرار کی بیکھنی پر کراہ ملی جائے۔ اختلاف رائے رحمت کا مصدقہ ہے لبڑیکہ وہ نیک نتیجی پر بنتی ہو۔ اگر اختلاف رائے کے پردہ میں باہمی خوبیں نکالی جائیں اور ذاتی مصلحتیں پوری کی جائیں تو چھرموجبہ از جماعت ہے۔ اور اسی جماعت کی تحریک و تذمیر کے درپے رہنا تو میں تباہی کی نشانی ہے۔

اس وقت مجلس احرار کیلئے صحیح روشن ہی ہے کہ وہ مجلس اتحاد ڈی سٹ کا ہمہ مدنظر اور اتفاق رائے رکھتے ہوئے جوش و سرگرمی سے مرزا یتک سے مرتباً بہیں ڈھنی رہتے۔ پہلے دو اسی ذمیتات کی جگہ سے ملوث، نہ ہونے دتے۔ اور اپنی مخالفت سے بہتی ہی پرواہ ہو جائے۔

احرار کو ہم مخصوص نہیں قرار دیتے۔ ان سے بھی عام انسانوں کی طرح خطا و لیسان کا صدور ہو سکتا ہے۔ ہمیں زعماء احرار کے ساتھ کئی امور میں سخت اختلاف ہے۔ اور بعض زعماء کے ساتھ عقايدیں بھی ہم متفق نہیں ہیں۔ مگر مرزا یتک کے خلاف ان کی کفر قوڑ سرگرمیاں تمام عالم اسلام سے خراج تحسین حاصل کر رہی ہیں۔ جب تک احرار

مرزا بیوں کے خلاف صفت آرائیں مسلمانوں کا صحیح الخیال طبق ان کا ہم خیال و معاون رہے گا۔ احرار کے بعض زعماء کے ذاتی اعمال و افعال یا غایبیوں کی بناء پر مجلس احرار کے اس شاندار کارنامہ کو فراموش کر دیا استحسن امر نہیں ہے انتظاری ماقابل ولا تظر الی من قال۔

مسجد شہید گنج کی واپسی کے لئے جدوجہد میں حصہ لینا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے احرار بھی ہر ایسی جدوجہد میں حصہ لینے کا اعلان کرچکے ہیں مجلس استحاد ملی میں ان کے مذاکرہ موجود ہیں۔ احرار تبلیغ کا نفرنس بھیرہ میں شہدا لاہور کے جذبہ ایمانی کی تعریف کر کے اور مسجد شہید گنج کے متعلق سکھوں اور حکومت کے طرز عمل کی مذمت کر کے احرار نے بہت سے غلط اذایات کی تردید کر دی ہے۔

حضرت سجادہ نشین صداسیال شریف کا حریت کا نوزاعلان

قریللت حضرت فقیر حافظ محمد قمر الدین صاحب سیال شریف نے مسجد شہید گنج کے متعلق سکھوں کی مسلم آزار روشن کے خلاف زبردست صدائے احتجاج بلند کی ہے۔ آپ کے خیال میں مسجد کی والگداری کیلئے ہر مسلم کیلئے وقت عمل ہو جانا ضروری ہے۔ اس مقصد کیلئے آپ نے اپنی خدمات پیش کر دی ہیں اور اپنے جماعت عقیدتمندوں کو تحریک تحفظ اسے بعد میں شمولیت کی ترغیب دی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس جوان ہمت اور صاحب عزم اور اولویت سلاپی کے مصدق سجادہ نشین کو نادری سلامت رکھے۔ آئین۔

احرار تبلیغ کا نفرنس بھیرے میں قدرت نے مولانا طہور احمد صاحب امیر حزب الالفہ کا واکیح حساس دل غیر مددوں

دماغ اور ستیقیم نظر و محنت فرمائی ہے۔ آپ مجلس احرار اسلام کے باطل واستبداد نکن اور حریت پرور کارناموں کے پیغمبہری مراح نخے مجلس کی سرگرمیوں کو بنظر سخنان دلختے تھے اور مطمئن نہ کرنے کی فتنہ مرزا بیویت کی موت انشا اللہ انہیں عماہدوں کے ہاتھیوں ہو گی لیکن جب سے قضیہ مسجد شہید گنج کے سلسلہ میں احرار کے خلاف طوفانی مخالفت اٹھا۔ اس وقت سے آپ مضطرب و بیکین تھے کہ کس طرح حق و حریت کی حمایت کی جائے اور بیکور ہوئے کہ اس نازک وقت میں اواز بلند کیجائے۔ ادھر مسلمانان بھیرہ مولا نا

حیب الرحمن صاحب، مولانا سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری، اور شیخ حسام الدین صاحب کی زیارت کے مشتاق تھے۔ بالآخر مسلمانان بھیرو کی نگاہ انتخاب مولانا ہواحمد صاحب پر پڑی۔ اور آپ کو صدر مجلس انتظامی منتخب کر کے کافرنز کے انعقاد کا فیصلہ کر لیا۔ اس وقت آپ جانور حصہ زیر علاج تھے۔ فالف قوتول نے بہت زور لگایا کہ کسی طرح کافرنز منعقد نہ ہونے پائے۔ مگر مسلمانان بھیرو کے بڑھتے ہوئے ہوئے جوش نے ان قوتول کو آسانی سے دبا دیا۔

مولانا ہواحمد صاحب کو اگرچہ احرار تبلیغ کافرنز کی تیاریوں میں صرف دو دن ملے لیکن دو دن ہی میں قادر تھے تمام سامان کر دیئے۔ اور یہ کافرنز حوصلہ فراہد نہ اساز حالات میں ہر سیلو اور ہر چالنڈ سے کامیاب ہوئی۔

شرفیع سے لیکر آخر تک کسی اجلاس کی حاضری میں ہزارست کم نہ تھی۔ مولانا جبیٹی مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری، اور شیخ حسام الدین صاحب کی ولولہ انگریز تقریریوں نے مسلمانوں کے سینوں میں حق و صداقت کی آگ لگادی اور ان کی دل کی آنکھیں کھول دیئں، ذمہ کے احرار نے اپنی بصیرت نواز، حقیقت آگیں، حریت پروار اور دلپذیر تقاریر کا اثر بیان چوڑا ہے۔ اسکو مسلمان بر سوں فراموش نہیں کر سکتے۔

مؤتمر اولینڈی کی اسلامی کافرنز میں شریک ہونے والے مسلمانوں کے موت مر اولینڈی کا مایناں سفر و تور مجاہد تھے۔ خدمت دین کی تجھی تربی اور ولولیک کافرنز میں شریک ہوئے تھے۔ انکی ہوشمندی اور ذمہ باری میں کسی کو کلام نہیں ہو سکتا، انکی نیک نیتی پر حمد کرنے کا کسی کو حق نہیں۔ جھوٹا اس کافرنز میں حضرت مولانا سید پیر جماعت علی شاہ صاحب مثلاً العالی اور مولانا محمد اسماعیل صاحب مانسہری نے حصہ لیکر اسکی ذمہ داریت میں اور بھی چارچا نہ لگا دیتے ہیں۔

جہاں تک سمجھو شہبیگخ کی بازیابی کا تینی ٹوپر پرسوال ہے ہم مؤتمر اولینڈی کے فیصلوں کا احترام کرتے ہیں اور انسے اتفاق رکھتے ہیں۔ مگر رسول نافرمانی کے معاملہ میں ہمیں مجبور رکھنا پڑتا ہے کہ مسلمانوں کا جوش عمل اور قابلیت واپس اسلام گروہ سوں نافرمانی کی طاقت ابھی اپنے اندر نہیں رکھتے۔ وہ اس سلسلے میں ایک تیجو خیز قوت کے مالک نہیں۔ ہمیں حضرت قبلہ پیر جماعت علی شاہ صاحب کی ذات پر کامل اعتماد ہے۔ امید ہے

و حضرت مددوح کی رہنمائی میں مسلمان اپنے کھوئے ہوئے وقار کو حاصل کر سکیں گے۔

احراز تبلیغ کافرنس بھیرہ کی ایک خصوصیت

اج جبکہ جزیرہ العرب غلامی کی زنجیروں میں جکڑا چلا ہے۔ ججاز کی پاک سر زمین پر تہذیب نو کی لعنتیں نازل ہونے کیلئے تیقاریں۔ غیرislami وغیر طالقی تسلط اسلام کے گھر میں اپنے قدم جمارا ہے۔ سعودی حکومت کا افلام فرنی سرایہ کے قدموں میں ہے۔ حضور کی آخری وصیت سے بغاوت کا اعلان ہو رہا ہے اور فتنہ قیامت معاہدہ کا نتیجہ کی صورت میں بیدار ہو رہا ہے۔ ایسے نازک اور پر آشوب وقت میں بر محل احرار تبلیغ کافرنس بھیرہ نے جزیرہ العرب کی آزادی کی حمایت میں آواز بلند کر کے مسلمانان ہند کی صحیح رہنمائی کی ہے۔ یہ شرف اولیت سر زمین بھیرہ کے حصیں آیا۔ اور ان لمحات میں اس کافرنس نے ایک تاریخی شهرت و عظمت حاصل کر لی ہے۔ اس کافرنس میں جزیرہ العرب کے متعلق جو ریزو لیوشن پاس ہوا ہے اسکے الفاظ یہ ہیں۔

جزیرہ العرب کی آزادی اور مسلمان

احراز تبلیغ کافرنس بھیرہ کا یہ اجلاس گورنمنٹ برطانیہ کی اس پالیسی کو نہیں بننا تشویش کی لگاہ سے دیکھتا ہے۔ جو اس وقت عدن سے لیکر بھریں اور عقبہ سے لیکر جینا نکتے ہی وہ جری اور ہوانی مستقر کی تیاری کے رنگ میں ظاہر ہو رہی ہے۔ اسلئے کہ اس قسم کے اقدام سے ملت اسلامی کے شیرازہ کو ہمیشہ کیلئے ختم کرنا مطلوب ہے۔ بنابریں یہ کافرنس اس خڑک پالیسی کے خلاف پوری مدت کا انہما کرتی ہے جبکو پورا کرنیکیلے حال ہی میں اُنہے سلطان ابن سعود سے تجارتی معاہدات وغیرہ بھی کئے ہیں۔ اس کافرنس کی اسے میں یہ معاہدات سر زمین چاڑیں غیر مسلم حکومت کی کلی سیاسی مداخلت واژہ نفوذ کے مترادف ہیں۔

نهایہ کافرنس سلطان ابن سعود کو یقین دلاتی ہے کہ دنیا کے ہر فرقہ و عقیدہ کے مسلمان ججاز کی آزادی و تحفظ کیلئے ہر قسم کی قربانی کیلئے تیار ہیں۔ اندریں حالات یہ کافرنس سلطان ابن سعود سے پر زور طالبہ کرتی ہے کہ ان معاہدات کو جلد از جملہ ضمود خ

کم کے مسلمانان عالم کے اضطراب و تنشیش کو رفع کرے۔

۰ ستمبر کا یوم احتیاج بھیرہ میں مجلس مکن بزرگ انصار کی سرپرستی میں یوم احتیاج منایا گیا۔ صدارتی اداروں نے پرانے جلوس میں شرکت کی، بہارہا اور جلوس میں شامل ہوئے۔ حکم پر اچکان شروع ہو کر دن کے ایک شخص جلوس میں پونچا۔ بعد میاز بعد صدر اول حضرت امیر حزب ال انصار علیہ السلام بذریعہ مولوی سید نذیر الحسن ضامیری مولوی عبدالرحمن ضامیری مولوی سید محمد خوشن شاہ حضارت مولوی اور جناب پیر محمد شاہ حضانت احادیث شیعیں کی تقاریر ہوتیں شہد، لا ہو کیلئے دعا مغفرت کی گئی اور سجی عبداللہ خان کی شہادت اور رکھوں کی بربریت پر اظہار رنج و الم کیا گیا۔

بھیرہ میں "یوم صد اقوف" کی تقریب پر روح پر رؤزارے

مورخ ۲۷ ستمبر ۱۹۷۴ء میں مکن بزرگ انصار کے حکم سے مسلمانان بھیرہ نے یوم صدیق نہائت ترقی احتشام سے منایا۔ سیدنا صدقی اکابر رضی اللہ عنہ کا وصال اسی تاریخ ہوا تھا۔ قوت صبح مساجد میں قرآن مجید کے ختم کرنے کے اور ایصال فوایک انتظام کیا گیا۔ بعد میاز مغرب ہر غلہ جوش رضا کاران ولو رانگر نسلیمیں پڑھتے ہوئے جامع مسجد کو روانہ ہوئے۔ مجلس احرار زندہ باد حربی انصار زندہ باد، حق چار بار، اسلام زندہ باد اور رغرو ہائے نکبیر سے بھیرہ کے درود بوار گوئی

پہنچے جامع مسجد کارا رہا مسلمان جمع ہوئے۔ مولانا ظہور احمد صاحب بُوی امیر حزب ال انصار کی صدارت میں رات کے بارے نیجے تک جلسہ ہوتا رہا۔ مولانا سید نذیر الحسن ضامیری مولوی عبدالرحمان ضامیری اور مولوی فرقہ حسام صفاتیہ رہا۔ صدقی اکابر پر تقاریر فرمائیں۔ صنادید جنسے مسلمانوں کی خدمت اسلام کیلئے اسوہ صدقی عیل پیر ہوشی پر جوش دعوت دی۔ بھیرہ کے مسلمانوں میں حیات نو کے آنکھ نظاہر ہو رہے ہیں۔ حزب ال انصار کی طرف سے ۲۰ صفات کا ایک ٹریکٹ تیرہ صدقی اکابر مرتب ہوا۔ اسلامی ربانیوں اور اعلیٰ سنت کے میر حضرات کا افرض ہے کہ اس ٹریکٹ کو بتعداد کثیر خرید کر مفت تقیم کریں۔ تاکہ اوقاتے ناسدار حکماء اللہ علیہ وسلم کے نیبار کردہ انسان اور یار غار کے کارناموں، اخلاق و سیاق سے اہل علم کو آکا ہی ہو سکے قیمت فی سینکڑہ پانچ روپہ (غلامیں میجر)

ایک مسلم آزاد کتاب۔ اسرپرستی مجلس مکن بزرگ انصار بھیرہ مسلمانان علاقہ کا ایک عظیم اشان بلہ بقام جامع مسجد بھیرہ منعقد ہوا جس میں ڈپٹی نذری احمد انجمانی دبلوی کی کتاب "امہات الامم" کے خلاف نظرت و تحدیات اور نیفیع و عضیب کا اظہار کیا گیا۔ کتاب ذکور کو عظیم ہے اور شاہزادہ دبلوی و دباز طبع کر کر شائع کر دیا ہے مسلمان ایسی پاکتبا کی اشاعت کی ملکووار ہیں کوئی ممکن نہیں

خاتونان اسلام کی حیرت سے انگریز فرقہ بانیان

اعلام تکلمہ اللہ کا ایک بھولالہو اسپن

داعی اسلام کی قوت قدسی نے عہد اول کے مسلمانوں میں کچھ ایسی استقامت پیدا کر دی تھی اور اس طرح دین حق کامتوالا بنا دیا تھا کہ وہ اسلام کی حمایت و حفاظت میں بڑی سے بڑی قربانی کو ایک ادنیٰ خدمت نصویر کرتے تھے اور دنیا کی کوئی طاغونی طاقت ان کے پائے استقامت کو متزلزل نہیں کر سکتی تھی۔ اسلام کے فرزندوں اور حق کے پرستاروں نے حق کی خاطر اور اعلاء کے کلمۃ اللہ کی بے جوز ہرہ کلاد مصائب برداشت کے اور جن دشوار گذار راستوں سے انکو گزرنا پڑا تا تائیخ کے اور اق ان سے لبریز ہیں جنکے مبارک تذکارے ہمکے مردہ جسموں میں روح حیات پیدا ہو سکتی ہے۔ اور عروج و ارتفار کے تمام راستے کھل جاتے ہیں۔

بسط طرح حضور کی قوت قدسی نے مردوں کو متوالا بنا یا تھا اسی طرح خواتین اسلام میں بھی کروح حیات پھونک دی تھی۔ جنہوں نے اپنی آغوش میں مشاہیر اسلام کو بالا اور دودھ کے ساتھ ساتھ انکو وہ شراب وحدت پلانی جبکاش آخذ متمک نہ اتر سکا جب بھم تائیخ اسلام کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں مصائب و الام کی برداشت اور ایثار و قربانی کی راہ میں عہد اول کے مسلمان مردوں کے پہلو بہ پہلو خواتین بھی صفت بستہ نظر آتی ہیں۔ یعنی اس مبارک زمانہ کی حورتیں بھی شجاعت و بسالت کی سرمایہ دار تھیں۔

جنگ قادسیہ میں حضرت سعدؓ کی اہمیت محترمؓ داعی اسلام نے عہد میں وہ قوت پیدا کر دی تھی کہ جو طاقت ہی انسے مکرانی وہ پاش پاش ہو گئی، انہوں نے جد ہر ہی منہ اٹھایا فتح و کامرانی کی راہیں کھل گئیں اور چہار بھی گئے فتح و اقبال نے ان کے قدم چھوٹے۔ اور یہ مدنی آفاسیے اللہ علیہ وسلم کی غلامی و تعالیٰ مدداری کا ادنیٰ تیجہ تھا چنانچہ

حضرت سعد بن ابی و قاصٰ ایران کو فتح کرنے پر مأمور تھے۔ آپ قادر سیہ کی مہم سفر کرنے کیلئے خود قادر تشریف لے کرے۔ اکرچے آپ عرق النوار کی شکایت تھی اور چلنے پڑنے سے بھی معذور تھے لیکن فتح و کام رانی کے جذبے نے میدان جنگ میں پونچا ہی دیا۔ آپ نفس نہیں تو جنگ میں شرکیت نہیں ہوئے لیکن جاہین اسلام کی نگرانی و رہبری موقع جنگ پر کرتے رہے۔

صورت یہ تھی کہ قادر سیہ میں ایک قدیم شاہی محل تھا آپ اسکے بالاخانہ پر میدان جنگ کی طرف رٹ کر کے ایک نکیہ کے سہارے بیٹھ گئے اور جنگ کا نظارہ کرتے رہے۔ جبکی گجر خالد بن عوفۃ بطور سپہ سالار کے کام کر رہے تھے۔ آپ جو حکم دیتے ایک پر چہ پر لکھ کر اور کوئی بنا کر خالد کی طرف پھینک دیتے اور وہ اس کے مطابق عمل کرتے۔

جس وقت حضرت سعد اس طرح اپنی فوج کی کمان کر رہے تھے۔ انکی اہلیہ محترمہ بھی انکے برابر بیٹھی ہوئی تھیں جنکا نام سلمی تھا۔ انقاً ایرانیوں نے اپنے ہاتھیوں کو مسلمانوں کی طرف ریلا کر مسلمان بیٹھ ہٹھنے لگے۔ اس حالت کو دیکھ کر حضرت سعد کو انتہائی جوش دو غصہ آیا۔ اور کروٹیں بدلتے لگے۔ آپ کی بیوی سلمی کو بھی اس چیز کا بری طرح احساس تھا وہ بے اختیار چلا ٹھیک کہ ”افسوس آج منٹی نہ ہوا“۔ مطلب یہ تھا کہ افسوس اس وقت میرا خاوند معدود ری کی وجہ سے کچھ نہیں کر سکتا۔ حضرت سعد نے غصہ سے فریا کا اگر منٹی ہوتا تو وہ کیا کر لیتا؟ یہ خاتون اسلام کہاں چونے والی تھیں۔ سلمی نے نہت و جرات کے ساتھ ازارو طعن کہا کہ ” سبحان اللہ ! بزرگی کے ساتھ یہ بغیرت ؟“ مطلب یہ تھا کہ آپ کو پیساری کی حالت میں بھی میدان جنگ میں نکلنا چاہتے تھا۔ اللہ تعالیٰ یہ بے باک صداقت یہ نظریہ غیرت و محیت اور یہ روح بر و رولہ الحق اس شجاعت و ولیالت کا پتہ دے رہا ہے۔ جسکی سرمایہ دار عہداویل کی عورتیں تھیں اور جنکے ولوں انگیز کارنامے آج مردوں کو شرما رہے ہیں۔ مگر اہ آج خاتون ان اسلام میں یہ جذبہ اور یہ ولوہ دینی کہاں ؟

ایک بہادر خاتون کا اپنے بیٹوں سے خطاب مغرب کی ایک شاعرہ اور عالمہ خاتون خنسا تھیں۔ یہ بھی اس معمر قادر سیہ میں شرکیت تھیں اور ان کے

چاروں بیٹے بھرا نکلے ہمراہ تھے جب ایرانیوں کی یورش اور ہاتھیوں کے ریلے کو انہوں نے دیکھا تو بینا بہوں اور اپنے چاروں بیٹوں سے کہا کہ "جاؤ اللہ کے راستے میں لڑ کر جان دو اور اپنا حق اسلام ادا کرو" جب اس حکم کی تعلیم کیلئے یہ چلنے لگے تو خدا نے ان الفاظ میں نصیحت کی:-

لمرتب بكمال البلاد وفتحتكم السننة
شمجهتم بامكم عجوز كبيرة فهو
ضعقوها يدين ايدى اهل فارس
والله انكم بنو رجال واحدكم انكم
بنو امرة واحدة ما حذشت اباكم
ولا فضحت حالكم انطلقو افاسحدوا
اول القتال وآخرها -
کیا لو جاؤ شروع سے آخر تک لڑو۔

ماں کا یہ ولو لانگیزار شاد سنکر چاروں بیٹے جوش شجاعت اور جذبہ حق سے بیتاب ہو گئے، گھوڑوں کی بالیں ڈھیلی ڈال دیں اور برق جہنده کی مانند ماں کی آنکھوں سے او جل ہو گئے۔ اور ہر ماں نے اسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر دعا کی «خداوند احق کی تائید و نصرت فرنی۔»

موجودہ دور کے بزرگ مسلمانوں ایک یہ شیروں اور شیداءِ اسلام عورتیں تھیں اور ایک ہماری عورتیں ہیں جنکے دل و دماغ تاریک ہیں، ہورسم و رفاح کی بندیاں ہیں، اور راہ حق میں قربانیاً تو درکار ارکانِ اسلام کی پابندی نک گوارا نہیں کر سکتیں جن میں جماعت حق اور جاہدہ حریت کا ولوہ نام کو نہیں، اور بزرگی میں شہرہ آفاق ہیں۔ بتلاو! آج کتنی مائیں ایسی ہیں جو اپنے فرزندوں کو اللہ کے راستے میں تیغ و نلوار کی نذر کر دیں۔ اور انکو ملک و ملت پر قربان کر دیں۔ کیا ہماری مائیں اور نہیں بھی ایسی ہی حق پرست ہیں؟ یقیناً نہیں۔ ایسی مائیں کہاں جو اپنے بچوں کو راہ حق میں مصائب برداشت کرنا اور فنا ہونا سکیں۔ وہ اس قابل ہی نہیں کہا بھی اولاد کی اسلامی اصول کے مطابق تربیت و پرورش کریں۔ اور ان کی آئندہ زندگیوں کو اسلامی

قالب میں ڈھالیں جبکہ تو آج ہمارے اندر کوئی خالد، کوئی صلاح الدین، کوئی طارق، قدر اور کوئی محدث نہیں پیدا نہیں ہوتا۔ اور ہمارے نوجوان بزرگ ہیں، اسلام سے کوئی سو بیوی، ان کے چہروں پر مردنی چھانی ہوئی ہیں۔ بھراگر ہم غلام و حکوم ہیں تو تعجب ہی کیا ہے۔

کیا نذکورہ بالادعات میں ہماری عورتوں کیلئے کوئی عبرت پو شیدہ ہے؟

مراءِ صنم کی عوامی صنم اپنے فرقہ کی صنم کی رہی ضرر

مرزا یوسف نکے ایک جاہلانہ استدلال کی حقیقت

اگر کوئی ذی بصیرت انسان گواہ فرقوں کی ذہنیت کا بغور مطالعہ کرے تو اس پر یہ حقیقت روشن ہو جاتی ہے کہ جو شخص بھی اسلام کی صراط مستقیم کو چھوڑ کر ادھر اُدھر ہوئے۔ اسلامی جماعت سے علیحدہ ہو کر اپنی ذریثہ ایں کی اللہ مسجد بنائی اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کرام اور فتحاء عظام کے سوا اپنا نیا اسلام بنایا۔ وہ اگر چہ کتنا ہی عالم و فاضل اور عاقل و فہیم ہو سب سے پہلے اسکی ذہنیت مسخ ہوتی ہے، قوت نظر جواب دیجاتی ہے، قبولیت حق کا مادہ سلب ہو جاتا ہے، گراہی و سرکشی اُسے اپنا بنا لیتی ہے، فہم و ذکا پر خود پرستی کے پتھر پڑ جاتے ہیں، دماغ کا سارا نظام المٹ پلت ہو جاتا ہے۔ اور قرآنی بصیرت سے وہ محروم ہو جاتا ہے۔ یہ کو یا قدرت کی طرف ہے اسلام کے باغی کو دماغی سزا ملتی ہے اور یہ پناہ بخدا وہ سزا ہے جس نے گزشتہ امتوں کا بیڑا فرق کیا اور انکو جہنم کا لکنڈ بنایا۔

اگر تھیں اس حقیقت کا عملی رنگ میں پتہ لگانا ہے تو قادر یا نافی امت کی ذہنیت انکی اونچی منطق، انکے جاہلانہ طرز استدلال اور ان کے دعاوی کا مطالعہ کر و تہمیں معلوم ہو جائے گا کہ قدرت نے اسے کیونکر قرآنی بصیرت کو سلب کر کے اونچی منطق کے اندر سیرے میں چوڑ دیا ہے۔ جب تم اس دوران خطاطی کی تمام ضلالتیں اپنے اصلی مرکز

میں پرورش پانے دیکھو گے تو چیخ اٹھو گے، اسلامی اخطا کا ایک مخلوق و ناکارہ کر دینے والا اثر ہے جو قادیانی سے چلا آ رہا ہے اور اندھی تلقید کا ایک سیلاب خلیم پھوٹ پڑا ہے جو قرآن حقائق کو بہایجا چاہتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ ذہب اسلام کو خدا کے قادر و توانا نے ایسے مضبوط ضیلوں اور دمدموں سے محفوظ کر دیا ہے جنکے مقابلوں میں حجت و استدلال کی علی سے اعلیٰ فلسفہ شکن توپیں بھی اپنا کوئی اثر نہیں دکھا سکتیں۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم، صحابے کرام، ائمہ دین، محدثین اسلام، صوفیا کے عظام اور مشکلین نے قرآن و حدیث کو ہدشتی میں صراط مستقیم پر قائم رکھ جب و استدلالی کے متعلق وہ کچھ اصول و قواعد دیکھیں گے ایں جن سے تمام دنیا کے سیلہ کتابوں اور لکڑاہ فرقوں کے تمام بالل توبہ کی قلمعی کمل جاتی ہے مبنی و فلسفہ کی طبع سازیوں کا ظالم قوش جاتا ہے اور معترضین و مخالفین کی ابلد فریبیوں کا پردہ فاش ہو جاتا ہے۔

غرض قدرت خداوندی نے اسلام کو ایسی مضبوط بینیادیں پرستوار کر دیا ہے کہ قیامت تک کسی خانہ سازیوت کی ضرورت نہیں رکھی۔ نفس کے بندوں اور قلوبیانی امت کا جب اسلام کے مقابلہ میں کچھ بیٹا، قرآن و حدیث کے حکم دلائل کے سامنے جب انکی اندھی، بہری اور کوئی متفق سپر انداز ہو جائی ہے اور وہ اپنا سارا زور استدلال صرف کے قرآن و حدیث سے اپنی خانہ سازیوت نہیں منو استئنے اور اپنے کو گراہی و ضلالت کے سند میں ڈوبتا ہوا یا اسے ہیں تو ”ڈوبتے کو ننکے کا سہارا“ ریت کے ٹیکیوں پر لپٹنے دعاوی کے عمل تیار کرنے لگتے ہیں۔

لیکن اس مناسب اور ضروری تہذیب کے بعد اب میں آپ کو زیادہ دریافت میں نہیں رکھنا چاہتا۔ مرزا صاحب اور ان کی امت کی بے لبسی اور درماندگی ملاحظہ فرمائیں۔

مرزا صاحب اور انکی امت کا ایک گمراہ کن مغالطہ مرزاٹیوں سے کیا جاتا ہے اور مرزا صاحب کی صداقت کا ثبوت الگا جاتا ہے تو انکی طرف سے جب یہ ایمت پیش کر دی جاتی ہے:- وَ لَوْ نَفُولَ عَلَيْنَا بَعْضُ الْأَقَاوِيلِ لَا كَحَدْنَا مِنْهُ

بِالْيَمَنِ شَمَّ لَفَظَعَنِ اِمْنَهُ الْوَتَئِنِ۔ اور اسکا یہ مطلب بتلا یا جانا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس آیت کے بوجب مفتری علی اللہ کو نہیں برس سے زیادہ مہلت نہیں دیتے بلکہ اللہ تعالیٰ کے غصب کی آگ وہ صاعقه ہے جو ہمیشہ جوٹے ہمیں کو کھاتی رہتی ہے۔ ان کا طریق استدلال یوں ہوتا ہے۔

اگر مرزا صاحب تھا رے زخم کے مطابق جوٹے اور مفتری تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے اس وعدہ اور فاقوان کے ہوتے ہوئے انکو عرصہ دراز تک کیوں چھوڑے رکھا جبکہ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ جھوٹا ہم اور مفتری علی اللہ نہیں برس سے زیادہ زندہ نہیں رہ سکتا۔ اسلام کے اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت ثابت کرنے کیلئے نازل فرمایا ہے اور ترجمہ اس آیت کا یہ ہے کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے اوپر بعض جھوٹی باتیں بازی ہے تو البتہ پکڑیں ہم اسکا داہنا ہاتھ پھر کاٹ دیں ہم اس سے رک گردان کی۔ اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بعد دعویٰ نبوت کے نہیں برس تک زندہ رہنا اس امر کی دلیل ہے کہ جھوٹا ہم اور مفتری علی اللہ نہیں برس تک زندہ نہیں رہ سکتا۔ پس اس طرح مرزا صاحب کا بعد دعویٰ نبوت وغیرہ کے نہیں، برس تک زندہ رہنا ثابت کرنے ہے کہ وہ اپنے تمام دعاویٰ میں سچے تھے۔ اگر وہ بغرض میاں جوٹے اور مفتری ہوتے تو ضرور تھا کہ وہ بعد دعویٰ نبوت کے نہیں برس سے پہلے نہیں ونا بود ہو جاتے۔ حالانکہ ایسا نہیں ہوا۔ پس مرزا صاحب اپنے تمام دعاویٰ میں سچے تھے۔

یہ صرف مرزا نی صاحبان ہی کا استدلال نہیں بلکہ خود مرزا صاحب بھی اپنی کتاب اربعین نمبر صفحہ ۳۶ میں مذکورہ بالا آیت سے اپنی صداقت ثابت کرتے ہیں۔ اب آئے دیکھیں قرآنی حکماق اور تاریخی واقعات کی روشنی میں یہ پھر استدلال اور بے بنیاد دعویٰ صحیح ثابت ہوتا ہے یا غلط؟ -

قادیانی امّت کے دعاویٰ کی حقیقت مرزا صاحب اور انکے متبوعین جس رسمتھیں اسکی ہے حقیقی اور بے باعجی جان لیئے کی نسبت اتنی بات کافی ہے کہ یہ ایک قفسی شخصیہ ہے نہ کوئی کلبیہ۔ بس اسی سے قادیانی دعاویٰ کی عمارت دہرام سے زین بوس ہو گئی

اگر بفرض حال اسکو تکمیلی بھی مان لیا جائے۔ تو ہیاں بھی مرزا یوں کے نئے بھائے کی کوئی جگہ نہیں۔ کیونکہ اس میں بھی ہونا پہلے شرط ہے۔ یعنی بھی ہو کر جھوٹ بولے تو اسوقت خدا کی پیسے رکھ لے گی۔ پس جو نکل مرزا صاحب قرآن کریم کی تشویشیوں اور بے شمار احادیث بھوپوری کی رو سے بھی نہیں تھے۔ خدا پر جھوٹ بولے اسلئے ہلاک نہیں ہوئے۔

ظاہر اس پر یہ اختراض ہوتا ہے کہ سچا بھی اور رجھوٹ بولے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ اس سے تو انبیاء علیهم السلام کی بہت بڑی توقع ہوتی ہے۔ سوا سکا جواب یہ ہے کہ آیت زیر بحث میں لفظ ”لَوْ“ آیا ہے۔ جو مجال کیلئے آتا ہے۔ یعنی یہ بات مجال ہے کہ سچا بھی جھوٹ بولے۔ اگر بفرض مجال سچا بھی جھوٹ بولے۔ تو اللہ تعالیٰ اسکی رُگ حیات قطع کر دیں۔ اسکے ثبوت میں ہم قرآن کی یہ آیت پیش کر سکتے ہیں۔ ارشاد ہے لوگوں فِي هُمَا أَطْهَرُ إِنَّ اللَّهَ لَهُ الْفَسَدُ تَلَاطُّ۔ اگر اللہ کے سوا کوئی دوسرا معمود ہوتا۔ تو یہ نظام عالم درہم برہم ہو جاتا۔ یعنی یہ بات مجال ہے کہ ایک خدا کے علاوہ کوئی دوسرا خدا ہو۔

آیت زیر بحث کا صحیح مطلب اس پر اپنے سچے الہاموں کے ساتھ اعین جھوٹے اللہ بھی بیان کر دے تو اسکی سزا اللہ یا کتنے اس آیت میں بیان کی ہے۔ اس میں بعض احادیث مذکور کی قید نہ تھیات صفائی سے جھوٹے ہم کو اس آیت سے نکال دیا۔ حاصل کلام یہ کہ اللہ یا کتنے اس آیت کو انحضرت عملی اللہ علیہ وسلم کی صداقت ثابت کرنے کیلئے نازل فرمایا ہے۔ یعنی انحضرت عملی اللہ علیہ وسلم جیسا سچا ہم بھی اگر بفرض بعض بھوٹی باتیں اپنی طرف سے مل کر کے اور بعض سچی باتیں تو ابتدہ ہماں کوئی پکڑ لیں بھجوکاٹ ڈالیں اس سے رُگ کر دن کی۔

آیت کا مطلب یہ ہے جو اپنے اور بلا حظ فرمایا اور جسے قادر یا غلط کلام اور فاریانی دعا وی کی بو سید عمارت کو زمین بوس کر دیا ہے۔ مگر مرزا صاحب اور مرزا فیضی ہیں کہ زبردستی قرآن سے وہ بات نہ انا چاہتے جسے وہ ریخ انکار کر رہا ہے۔ بتلاتیں کیا خدا کے ساتھ اکی یہ نہیں اور وہ بھت نہیں لد وہ غہوڑم خداوندی کی کوئی بات نہیں ہونے دینا چاہتے۔ اور مجھ میں اپنی مانگ الہ ادیتے ہیں۔ کاشش یہ اللہ کے بندے اس وقت کی جس امرت کر کے اپنی عاقبت بریا دے لے کیا کرس۔

رباً فی آئینہ دعا

زکوٰۃ کے ضروری مسائل

اسلام کے پاک و بلند علی ارکان میں سے ایک رکن اعلیٰ زکوٰۃ ہے۔ لفظ زکوٰۃ تزویجیہ سے نہلا ہے جسکے معنے پاک کرنے کے ہیں۔ چونکہ زکوٰۃ انسان کے دل کوپل اور خود غرضی کی نیخاست سے پاک و صاف کر دیتی ہے اسلئے اسکا نام زکوٰۃ رکھ لیا یہ قرآن پاک میں ہزار و زکوٰۃ دونوں کی نہایت سمعتی سے بار بار تائید کی گئی ہے۔ یعنی نماز کی طرح زکوٰۃ کی ادائیگی بھی فرض اتم ہے۔ جو اسکی فرضیت کا منکر ہے وہ کافر ہے۔

ترک زکوٰۃ کی وعید ترک نماز سے بھی بڑھ کر ہے۔ چنانچہ ارشاد باری ہے:-
 وَالَّذِينَ يَكْتُبُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ جو لوگ سونا چاندی مجمع کرتے ہیں اور راہ
 وَكَلَّا يَنْفِقُوا نَهَايَةً سَبِيلَ اللَّهِ خدا میں صرف نہیں کرتے انکو درناک
 فَبَشِّرْهُمْ بَعْدَ اِبْلِيسَ عذاب کی خوبخبری سنادو۔

اس دردناک عذاب کی تصریح اللہ تعالیٰ یوں فرماتے ہیں:- کروہ چاندی سونا اور روپیہ بیسہ جس کو خیل اور دولت کے بھاری دبادبا کر رکھتے ہیں اور راہ خدا میں خرچ نہیں کرتے۔ قیامت کے دن اس چاندی سونے کو آتشیں دوزخ میں لال کر کے اکی بیشانیوں پہلوؤں اور پیشتوں کو داغ دیا جائے گا۔ اور عذاب کے فرشتے کہیں گے کہاب دولت مجمع کرنے اور زکوٰۃ نہ مینے کا مزہ چکو۔

زکوٰۃ کی ادائیگی کا اتنا تائیدی حکم ہے کہ حضرت ابو یکر صدیق رضی اللہ عنہ نے زدینے والوں سے جہاد کیا تھا۔ عبد الرحمن بن زید بن اسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ زکوٰۃ کے بغیر مناز قبول نہیں کرتا۔ اور حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ ہمی فرماتے ہیں کہ تمہیں نماز اور زکوٰۃ کا حکم ہے۔ جو زکوٰۃ نہ دے اسکی نماز کس کام کی

زکوٰۃ کے شخصی، قومی اور تمدنی فوائد کے حد شمار سے باہر ہیں۔ زکوٰۃ میں بے انتہا ہیں یہاں صرف چند نوائد بیان کئے جاتے ہیں۔ نمازاً اخلاقی مصلح ہے اور زکوٰۃ مالی مصلح نماز شخصی اخلاق کی بالذات درستی کرتی ہے اور زکوٰۃ قومی و اجتماعی امراض

کی خاص دوا ہے۔ زکوٰۃ بخل، امساک، خود غرفی، غزو، حب دنیا اور بے رجی وغیرہ عادات رذیل سے نفس انسانی کو پاک کر کے غرباً و مساکین سے ہمدردی کرنا سکھاتی ہے۔ غریبوں اور امیروں میں محبت والیت پیدا کرتی ہے امیر و غریب کا فرق مٹاتی ہے۔ اور غریبوں کو امیر و بیانیتی ہے۔

قوم کی ضروریات پورا کرنے کی کفیل ہے۔ قوم کی بنیاد و اساس کو مضبوط و استوار کرتی ہے۔ اقتصادی و مالی آزادی کی ذمہ دار ہے۔ غرض زکوٰۃ لیک ایسا پاک اور زرین اصول ہے کہ جس پر اگر تمام المدار اور صاحبِ فضاب مسلمان عمل گزیں۔ تو ہماری قوم دنیا میں سب سے زیادہ مہذب و متمند سمجھی جائے۔ احیاء و اشاعت علوم دینیہ کا کام سرگرمی سے سرا نجام پائے اور قوم روز روز کے چندہ سے بے نیاز ہو جائے۔

فضاب زکوٰۃ جسکے پاس سارے باون تو لہ چاندی یا سارے سات تو لہ سونا ہو جو واجب یعنی فرض ہے۔ یا یوں سمجھو کر جسکے پاس چون روپے تیرہ آنے ۲۰ روپے تیرہ چاندی یا سات روپے بارہ آنے سات روپے بھر سونا ہو اور سال بھر تک باقی رہے تو سال گذرنے پر اس کی زکوٰۃ دینی واجب ہے۔ بحساب ڈھانی روپیہ سینکڑہ یا چال میسوں حصہ۔

سو نے چاندی کے برتن زیور اور سچا گلوٹا وغیرہ ہر چیز پر زکوٰۃ واجب ہے۔ خواہ یہ اشیاء استعمال کیلئے رکھی ہوں یا ویسے ہی غیر مستعمل۔ سو نے چاندی کے علاوہ اور حقی چیزوں میں جیسے لوہا، تانبہ، اسٹیل اور کانسی وغیرہ کے برتن، گپڑا، جوتا اور دیگر سامان اگر یہ سب چیزوں تجارتی ہوں اور انکی قیمت سارے باون تو لہ چاندی یا سارے سات تو لہ سونے کی برابر پوچھ جائے۔ تو ان پر بھی زکوٰۃ ہے۔ اگر اس قسم کا سامان سو داگری کا نہ ہے۔ تو پھر اگر ہزاروں روپیہ کا ہو تب بھی زکوٰۃ واجب نہیں۔

اسی طرح حکمر کا اس باب پتیلی دلچسپی اور گیگ، سینی، الگن، صندوق، کھانے پینے کے برتن، رہائش کے مکانات پہنچنے کے کپڑے، موتویوں کے ہارا جواہر کا زیور، چارپائیاں اور پینگ وغیرہ ان میں سے کسی پر زکوٰۃ نہیں۔ یہ سامان چاہے استعمال میں آتا ہو یا وہی صندوقوں میں بند رکھا ہو۔ اسی طرح اگر قرض اتنا ہو کہ فضاب زکوٰۃ تک پوچھ جائے تو

اس پر بھی زکوٰۃ و اجب نہیں۔

زکوٰۃ کی نیت اور مصارف جس وقت سال گذر جائے بلاتھیز زکوٰۃ ادا کرے۔ تو زکوٰۃ کی نیت اسی ہے کہ ادا نہیں کرنے والے کو زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ دل میں بھی خیال کر لے کہ میں زکوٰۃ دے رہا ہوں۔ اگر یہ نیت نہ کرے گا تو زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ کس قدر رافسوس کام مقام ہے کہ یا تو مسلمان زکوٰۃ ہی ادا نہیں کرتے اور جو کرنے جبی ہیں وہ موقعہ اور محل کی تعریف نہیں کرتے۔ جو زکوٰۃ و خیرات کے اصلی مستحق ہیں وہ محروم رہتے ہیں۔ اور اور نااہل وغیرہ مستحق خوب گل چیز سے اڑاتے ہیں۔ پس زکوٰۃ کی ادائیگی کے ساتھ اس بات کا خیال رکھنا بھی لازمی ہے کہ زکوٰۃ و خیرات کار و پیرے صحیح مصرف میں لگے۔

زکوٰۃ و خیرات کے اہل خداب و مستحق فقیر و مسکین، محتاج، خیرات و صول کرنے والے عالی، مؤلقد القلوب، قرضدار، مسافر اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے ہیں۔ فقیر سے مراد وہ شریفیت آدمی جو اپنی حاجت دوسروں سے بیان نہ کرے یعنی اپنی غربت کا انہصار نہ کرے۔ اور مسکین وہ ہے جس کا افلas ظاہر ہو چکا ہو۔ اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والوں سے مراد اشاعت و حفاظت اسلام کے فرائیں سر انجام دینے والے اور علوم دینیہ حاصل کرنے والے ہیں۔

زکوٰۃ و خیرات کے موقع پر عزیز وں اور رشتہ داروں کو مقدم رکھنا چاہئے۔ اس سلسلہ میں یہ یاد رکھنا چاہئے کہ رشتہ داروں میں سے اپنی اصل اور فرع کو زکوٰۃ دینا ناجائز ہے۔ رشتہ داروں کو زکوٰۃ دینے سے دو ہراثاً ملتا ہے۔ ان کے بعد دینی مدارس کا لاحاظہ رکھنا چاہئے۔ جن سے دینی علوم زندہ ہیں اور مسلمانوں کو اسلامی زندگی مل رہی ہے۔

زکوٰۃ و صدقات کا بہترین مصرف

ماہ رجب، شعبان اور رمضان میں صاحب ثروت انیک دل انحضر اور خدا کے فریان بردار بندے زکوٰۃ و صدقات نکالا کرتے ہیں۔ ایسے حضرات کو علوم ہونا چاہئے کہ زکوٰۃ و صدقات کے زیادہ مستحق اور آپ کی مالی امداد کے سب سے زیادہ محتاج دار العلوم عزیز نہ بھیرہ کے طلبی ہیں۔ اسلام کے لاہور کے مشہور دینی مدارس کو بھجوڑ کریں دارالعلوم

اینی طرز و نوعیت کا واحد در سماں ہے جو کتاب و سنت کے درس و اقتار سے مسلمانان پنجاب کو مستغیر کر رہا ہے اور جس سے سینکڑوں تشنہ لب اپنی علمی بیانس دور کر رہے ہیں۔ ایسے فیوض و برکات کے چشمکی مالی امداد صحیح معنوں میں خدا کے دین کی نکوس خدمت ہے۔

اس وقت دارالعلوم میں یک صد طلباء دینی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ مجلس و تیم طلبہ کے جملہ مصادرت لباس، خواراک، کتب، مصائب اور طبی امداد وغیرہ حزب الانصار بھی وہی طرف سے ہمیا کئے جاتے ہیں۔ دارالعلوم کیلئے ہر قسم کے عطیات قبول کئے جاتے ہیں خدمت دین کیلئے عالم باعمل پیدا کرنے کے لئے تبلیغی کلاس (دارالمبلغین) کا افتتاح بھی ہو چکا ہے۔

حزب الانصار کی طرف سے مرزا بیت اوشیعیت کی تردید میں تبلیغی کتب بھی شائع ہوتی رہتی ہیں اور مبلغین بھی تبلیغ و اصلاح کے فرائیں سراخیام دے رہے ہیں۔ حزب الانصار کے تمام شعبوں کا خرچ تین سور و پے ماہوار ہے مولانا ظہور احمد صاحب امیر حزب الانصار کی پانچ ماہ کی علاالت کے سبب حزب الانصار مالی مشکلات میں مبتلا ہے ضرورت ہے کہ رباب کرم اپنی فوری امداد سے اس دینی پودے کو بادخزان سے بچائیں۔ اسلئے کہ ایک سراسر مفید اور فیض رسان ادارے کی امداد و اعانت ارباب کرم کا فرض اولین ہے۔

تمام رقم و عطیات بنام ناظم حزب الانصار بھی و پنجاب ارسال ہونے چاہتیں۔

خدمت میں کا ذریں موقعہ

مجلس مرکزی حزب الانصار بھی وہ نسبت میں تلقینی ترکیب کثیر تعداد میں طبع کر رکھیں۔ ان فریکٹوں و رسائل کی اشاعت سے مقصد صرف یہ ہے کہ اہلسنت و الجماعت کے حقایق کا تحفظ ہو سکے اور اسکے دلوں میں اتباع سنت ابھتنا بہت کا دل اور پیدا کیا جاسکے۔ انکی قیمتیں لاکھ بھی کم مقرر کیجیئی ہیں تاکہ ارباب مانکو خرید کر اپنے لپٹے ٹھالوں پر مفت تقسیم کر سکیں۔ سب سے بڑی تکمیل اسلامی معرفت اور نہیں عن المکار ہے اور اسلامی معرفت کا بہترین طبقہ یہی رسائل کی اشاعت و قسم ہی قرار دیا جاسکتا ہے جو ہر منادر دا اور ہر خیر سے توقع رکھتی ہیں کہ ان رسائل کی قسم میں حصہ جملہ اسلامی اجنبیوں اداروں کا فرعی ہے۔

کہ انکو کثیر تعداد میں منگوا کر مسلمانوں کے عقاید کے تحفظ میں حصہ لیں۔ ہم حزب الالفار کے رکن اور شمسِ اسلام کے ہر خزینہ اسے اس کارخانے میں حصہ لینے کی درخواست کرتے ہیں۔
حسب فیل ٹریکٹ فور ٹلب فرائیں۔

(۱) **ہدایات القرآن**۔ عیسائیوں نے شہر رسالِ حقائق قرآن کا بلیغ روڈ نیز اسی رسالہ کے ذریعہ میرزا یونیکے مغالطات بھی دور ہو سکتے ہیں۔ عیسائی حقائق قرآن میں لاکھوں تعداد میں ہر سال مفتیں کرتے ہیں۔ لہذا ”ہدایات القرآن“ کی وسیع اشاعت نہایت ضروری ہے قیمت فی سینکڑو سات روپے فی نسخہ ۳۔

(۲) **حقیقت الشیعہ**۔ مؤلف پیر طیب شاہ۔ نہبہ شیعہ کے سرستہ رازوں کا اکٹھاف۔ فی سینکڑہ پانچ روپے فی نسخہ ۱۔

(۳) **حدیقۃ الکبر**۔ بنی کرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوانح۔ سیرت اخلاق و فضائل کامرقع۔ غیر مسلموں اور شیعوں اور ناوافت سنیوں میں مفت تقسیم کرنے کیلئے فی سینکڑہ پانچ روپے فی نسخہ ۱۔
(۴) **رکعت تراویح**۔ میں رکعت تراویح کا ثبوت قرآن۔ حدیث۔ آثار اجماع امت سے فی سینکڑہ ایک روپیہ۔

(۵) **حرمت تعزیزیاری** کے متعلق شیعہ علماء و مجتہدین کے فتاویٰ فی سینکڑہ دو روپے۔
(۶) **اختلافات** میرزا مولفہ مولوی حسینی جناب حنفی میرزا تسری میرزا قادیانی کے بیانوں میں صد احتلافات ظاہر کر کے میرزا نہبہ کی حقیقت ظاہر کی گئی ہے۔ فی سینکڑہ نہبہ فی نسخہ ۱
علاوہ ازیں مندرجہ ذیل تبلیغی کتب برائے فروخت دفتر میں موجود رہتی ہیں۔

(۱) **اجتناب الحفیہ**۔ علمائے عرب بعجم مدد وہند و پنجابی نفقہ توڑی دربارہ عدم پورنکح سنیہ باصرہ شیعی یا میرزا فی قیمت ۵ روپیہ۔ (۲) **سیف اللہ المسلط**۔ مؤلف علامہ دیوبی خلافت خلفاء اربعہ۔ و دیگر مسائل شیعہ پر زبردست محققانہ فیصلہ قیمت ۱۰ روپیہ، آفتاب پر ایت مولفہ علامہ دیوبی اس کتاب کی موجودگی ہست سی کتابوں سے بے نیاز بنا دیتی ہے شیعہ نہبہ شیعہ عقائد۔ اور شیعوں کے مطاعن کے جواب میں اس سے پہنچو جامع کتاب دور حاضر میں تالیف نہیں ہوئی۔ ہرگز تی حالم کے پاس اسکا ہونا ضروری ہے قیمت تین روپیہ۔ (۳) **ہمساہہ پاکٹ پاکٹ**۔ مؤلف مولوی عبدالکریم صاحب مبارہ میرزا یونیکے رذیں پیغمبر کتاب رعلایقی قیمت ۱۰ روپیہ تکرہ شیعہ بیوی قیمت ۱۰ روپیہ جملہ کتابیں۔ تبلیغی ٹریکٹ میزجہ جو شمسِ اسلام مجید و پنجاب اسے طلب فرائیں۔

اصل توہات ہے۔ خود بالشہر ذکر۔ اور اہل فہم پرتو اسی سے بخوبی واضح ہو گیا کہ صحابہؓ فی
الله عنہم یہ کہا دیجے کافی رہا تھا تھا جس کے باعث آرچیپلے انہوں نے بعض اشتباہ کی وجہ
بزر، کا سبب روایت مذکورہ سے ظاہر ہو گیا گوئے اختلاف کیا۔ مگر آخر حرب انہیں بادیٰ اتنا
حضرت سیدین کا اخراج پانی اخراج خدا ہونا حقیق ہو گیا تو فوراً دعویٰ خلافت سے باز آگئے۔ اور اپنے
جاہ و شمش در نیا دری کی کچھ جمی پر اولاد نہیں کی۔ اور بیت صدقہ پر متفق ہو گئے۔ رضوان اللہ
علیہ حسن و اجمعین۔

ہماری اس تقریر سے اس پہلے نہ خیال کا بھی ازالہ ہو گیا کہ لوگوں نے محض مدرسہ مسجد
ہونے کی وجہت خلافت صدیقی کو تسلیم کر لیا تھا۔ بلکہ کوئی اس دشمن عقل سے پوچھے تو کوئی
کو حضرت صدیقؓ سے زیادہ کوئی سن رسمیہ دوسرا سے صاحب نہیں تھے۔ اور وہ لوگوں کو جانے
دیکھ کر اسی سوچ پر خلافت کا بینی خدا تو آپ کے برگزیدہ اصحاب حضرت سلمان فارسی رضی اللہ
عنہ کا صدر ہونا خیرت الکائن ہاست ہے۔ کیون مسخر خلافت نہیں سمجھ گئے حالانکہ باختلاف
الاقوال آپ نے مسلم علیہ مبینا و علیہ السلام کا زنا پایا تھا۔ کما الائچی علی ارباب
اعمار سمجھ۔

علاوهٗ اس کے پہ بات جاہل سے جاہل وغیری سے غیری بھی سکتا ہے کہ جب حسب زرع خصہ
خود بالشہر صحابہؓ فی عنہم حب رہیا و محبت رہا۔ ملاحظت کی وجہت بعد انتقال رسول اللہؓ
علیہ وسلم فربہ اسی وجہ پر خلافت ہو گئی تھی تو اسی افظع تکشیخی شخص خلافت کے اور سن رسیدگی
کے باعث اس کوئی سلطنت و سے سکتے تھے۔ اور خلافت کو چھوڑ سکتے تھے۔ خدا تعالیٰ کا نام جانے
بنکے۔ میاں جی الدین کا ہو کچھ اب بھی سمجھے یا جیس کے آگے بینے پہنچانے والی تقریب اے۔ اچھا یہ
فرمایئے کہ آج چکے نزدیک فلیفیں کون کون وصف ہونے چاہئیں؟۔

محی الدین حضرت ہیں تو جانتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت کے لئے وہ شخص

لہ اول یہ کہے کہ۔ باقی یا زدہ آئندہ کی امامت بھی نیابت رسول اللہ ہے یا نہیں۔ مگر نہیں فہرست اور ان کا انتہا
ضروری نہ ہا اور اگر ہے تو قریبی میں تباہ کر بیاد صفات تمام آئندگی کی ساس مدد و ری ہیں۔ یا نہیں اگر ان وہ صفات کی
لی المکر کی سال طور پرست ہے تو پھر یہ اوصاف سامنے آئے کہ علیٰ رسیدگی عاصی المقصود ہے۔ اسی اثر میں
وہ تو تمام آئندہ مساوات تباہ ہوئی اور اول کوئی جد پر کوئی نہیں تھا۔ یہ بیو کا درجہ ارجح دیں۔ سب
ساوی ہیں۔ ملا نکاح از رستے اصول شیعہ شیعیانی ملک ہے اور اکابر اوصاف کی اماموں کو برابر حاصل ہوتی ہے۔ تو پھر
ابوالامر کے بعد تائی مطروضہ المسکی امامت اسی طبق ہے۔ کیونکہ نہیں اور اوصاف مکمل تقارب خالو نہی اور پر زیر نہیں تھیں
رسول اللہؓ کی ایک دلیلیہ سماک ساتھ مولانا توبیں سائل نہیں ہو گی اور نہ مساوات جنابہ یہی کے ساتھ اور مولانا
اوہ بہد نہ داشت کہ پورا نہیں تھا۔ ملا نکاح تو احمد بن مالک کی مذہبی مذہبی میں ایک امامت کا ایمان ہے
جو۔ اور اس کے ساتھ مذہبی اسلامی کی تحریک میں ہے۔ ملا نکاح تو احمد بن مالک کی مذہبی مذہبی ایک امامت کا ایمان ہے

لائق ہے جو شل رسول اللہ کے معرفت خدا رکھتا ہو۔ جس کو شل رسول خدا کے تقرب خدا ہو۔ اور جو شل رسول خدا کے خدا کا پیارا ہو بچہ علاوہ ان صفات بالسخنی کے اوصاف ظاہری بھی استقدام میں ہونے ضروری ہے۔

۱۔ رسول خدا کا سپا در وست۔ اور مقرب بارگاہ ہونا۔

۲۔ شریعت رسول اللہ کا عالم باعمل ہونا۔

۳۔ معصوم ہونا، یعنی جسمی عمر عمر میں کوئی ہناہ نہ کیا ہو۔

۴۔ حادی ہونا۔

۵۔ طبع دنیا نہ رکھنا۔

۶۔ شجاعت، ظاہری اوباطنی رکھنا۔

۷۔ جب اُمیشل رسول اللہ ملے، اللہ علیہ وسلم شیرے، قوا پاہ الفرق کیا رہا۔ اور رہوت دامت میں کوں چیز فارق ہوئی، من غفران۔

۸۔ اُس سے زیادہ سچی دوستی کیا ہو گی کہ جس دین کی اشاعت میں جناب رسول اللہ ملے ہے علیہ وسلم نے اس تصریحتیں چیزیں جناب امیر نے آئیں کہ ثفت ال ساتھی سے داہمہ نہ رائے میں مدفن کر دیا۔ اور خود بھی آزاد ہیں گئے۔ اور شیعوں کو بھی تقبیہ کی اُڑیں سارے فوئن کی اجازت دیدی۔ اور وہ زوجہ محبوب ہجتی کی ووڈیں آپ نے وفات پانی ماؤں سے جنگ وجہاں کی نوبت آئی۔ اور آپ کی خانی اتباع نے ہمیشہ کے لئے اُن پرسن و نبرا کو جزو شیع بلکہ جزا یا جزا منہ غفران۔

۹۔ غسل کی فید تو بالکل غلط معلوم ہوئے۔ کیونکہ جب اصول شیعہ جناب امیر بخوبی خلفاً نہ کیتے جید نقيہ تھی مٹا فقادہ زندگی ایسے کی۔ دین و شریعت سے کوئی سروکار نہ رکھا۔ ہم یہ کر سکتے ہیں کہ امیر المؤمنین و امام الاجماعین پر بھر بز دلائل تقبیہ کے اور کسی فرائض اسلامی کی تسلیم ضروری نہیں تھی۔ غرض شیعوں کو اپنے اصول کے مطابق جناب امیر کا پابند شریعت اسلامی ثابت فرمایا کل ناممکن ہے۔ اور جب عمل کی ضرورت نہ رہی تو بھر تقبیہ طفیل ایسی نیابت ہے۔ ناس کو سلسلہ تquam (من غفران)،

۱۰۔ جب تقبیہ کی اُڑیں کوئی گناہ ہناہ نہ رہا۔ تو سب طرح دین بر باد کیجیے عصمت کہا جاستی ہے، من غفران،

۱۱۔ کیا باوجود قدرست، و مظالم نہ کرنا ظلم نہیں ہے۔ حالانکہ باتفاق شیعہ اپنے زمانہ،

۱۲۔ خلافت میں بھی امیتیت مذکور نہیں دیا، منہ۔

۱۳۔ خلافت یادنیا کے لئے اپنی بیوی کو درازگو شرپ سوار کر کے غیر دل کے یہاں در بردے پھرنا بحسب روایات شیعہ کیا۔ بجز جناب امیر کے طبع دنیا کی اور کوئی نظریں

۱۴۔ کیا ہر بات میں بز دلائل تقبیہ کرنا شجاعت کے منافی نہیں ہے، منہ۔

کے حلیم اور متحمل ہونا۔

۷۴ امت بنی کادوفوں جہاں میں خیر خواہ ہونا۔
۷۵ پروقت ملاضی بر صادر حق رہنا۔

موکالا نا اگر اس کا حضور تھا راسی ہی لذابوں سے ثابت ہو جائے اس وقت ان شفuoں سے ایک کاماننا تھیں لازم ہو جائے گا۔ یا تو یہ کہو گے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ امام بلکہ قابل خلافت ہی نہ تھے یا یہ کہ امام میں ان وصفوں کا ہونا ضروری نہیں۔

اچھا اولاد یہ کہو کہ خلیفہ کا مثل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عارف باللہ و مقرب بارگاہ ہونے سے کیا غرض ہے۔ آیا مثالثت من کل الوجہ ہے یا نہیں۔ الصورت اول ہم پوچھتے ہیں کہ منصب نبوت کو بھی مناطق تقرب خداوندی کہتے ہو یا نہیں۔ اگر منصب نبوت باعث قرب الہی ہے تو قرب الہی کی وجہ یعنی درجہ نبوت حضرت علی یا کسی خلیفہ میں مفقود۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر مقرب بارگاہ الہی نہیں ہو سکتا۔ اور شق شافی یعنی نبوت کو قرب الہی میں دخل نہونا ظاہر البطلان ہے۔

اگر یہ کہو کہ قرب کے اور اسباب خلیفہ میں ایسے موجود ہوتے ہیں جو بھی میں نہیں پائے جاتے اس لئے وصف نبوت اور اوصاف مخصوص امام کے ساتھ موازن کرنے سے برابر ہو جاتا ہے۔ اس وجہ سے مثالثت فی التقرب ہو جاتی ہے تو تمہاریں گے کہ یادہ اسباب تقرب داخل اتباع احکام الہی ہوں گے یا کچھ اور۔ یہ بدیہی ہے کہ بجز امثال مرضیات الہی اور کوئی امر مناطق تقرب نہیں۔ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بمحکم اور کوئی شخص متبع مرضیات خداوندی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ فیافت عین معصیت ہے۔ اور معصیت منافی صحت۔ خاتیہ مانی الباب یہ ہو گا کہ جس طرح نبی متیح رحکام الہی ہوتے ہیں ویسے ہی آئمہ بھی ہوں۔ مگر اس وقت ہی درجہ نبوت جس کا موجب تقرب الہی ہونا ثابت ہو جائے۔ آنکہ میں مفتود بلکہ عوال ہے۔ پس نائب رسول تقرب الہی میں مسائل رسول بھی نہیں ہو سکتا۔

اب ہم تھا راسی مشریع مدندر جہہ نمبر ۳۵ میں گفتگو کرتے ہیں فنقول وبالله التوفيق

۳۶ قرآن میں تحریف ہوئی۔ احکام شرعی معطل ہو گئے اور بزماں خلافاً کبھی آپ نے جوں و جراہیں کیا۔ کیا یہ خیر خواہی ہے ۱۲ منز۔

۳۷ کیا حکم خداوندی جاہہ لکھاڑا والمنافقین و علظاً علیہم مرضی حق کے مطابق نہیں ہے چکریوں آپ نے خلافاً کے ساتھ مدار است برتاؤ منز۔

۳۸ اور نسروں کا حال مطاعم کے جواب میں معلوم ہو گا۔ ۱۶ منز غفران۔

نکتہ کی مہمنت، اسکے عمل نہیں و عدم پورت کرنے

کر اگر مخصوصوم کی اگر تعریف سے اکھس فے عمر بھر میں کوئی گناہ نہ کیا ہو تو تمہاری یہ مراد ہے کہ
کو صد و میں عصمت اور اس کے مگر نہیں ہوا تو اگر پر عصمت کے معنے نہیں مگر اس کو
بھی ہم اشارہ اند تھا لے اکتب مشیعہ شہبت کر دیں۔ کہ یہ بارت بھی آئمہ میں جن کو حضرت
شیعہ مخصوص مجھے ہیں سعد و محن سے یہاں اُن پر غلبہ پاتا رہا۔ خلافت احکام الٰہی و ارشاد
خوبی امور اُن سے نہ اور ہو سکے۔ اور اگر مخصوصوم سے بغرض ہے کو صد و میں عصمت مجال ہے۔
ذکار اوشان الانسان بار علیہم النجۃ والشہادۃ تو یہ بات قطعاً واقعیۃ اوصیاً آمد کو نسبیہ
نہیں۔ کیونکہ عقیل اُن کی نہائیں میں بہار مرا +

جب اول قسم کی عصمت اُن سے منفی ہے تو چوتھی مثالی سے اُن کو کیا نسبت۔
آپ عدم شرطیت عصمت کے دلائل سنئے۔

(۱) مصاحب تاریخ حبیب السیر ع بن کاشیع اُن کی تائیع سے ظاہر ہے جیلیبیہ کے بعد
وہم سفرہ ۱۴۵۰ عمارت صلیمانہ کو جو بوقت تقویع غلامت مابین سیدنا امام حسن ر
امیر محادیر شیعی اندھر عنزا کے کمی کی تھی اس طرح تقل کرتے ہیں الله هن اما صالح علیہ الحسن
بن علی بن ابی طالب و معاویہ بن ابی سفیان صالحہ علی ان یہ مسلم ابیہ
ولاية اهل المسلمين علی ان یعنی فیھم بکتاب اللہ و سنت رسولہ و
رسیلة الخلفاء الصالحین الحمد لله ربیس الرشیع

پس کیوں امام مخصوصو نے خلاف اثاثہ رضوی اللہ عنہم کو جو اتفاق فرقیع مخصوص تھے
خلافت امام الحسن فرمایا اور اُن کی سیاست صاف کا انتباخ مشر و طاکیا۔ اور یہ ظاہر ہے کہ
بھر خلاصہ رضوی اللہ عنہم کے اور کوئی خلیفہ نہیں ہوا تھا۔ باقی اسے سید امیر رحمی ائمہ عز
الحضرت معاویہ رضوی اللہ علیہ خلیفہ ہی نہیں سمجھتے تھے۔ اسی لئے بھی شخلافت بنے رہے۔ اور
اگر فی الحجۃت وہ خلیفہ بھی تھے تو ایک شخص پر خلاف اکمال طلاقی نہیں ہو سکتا۔ اور اس سے یہ
بھروسہ ہوتا ہو گیا کہ خلافت خلاف اثاثہ حق تھی۔ وہ نہ بصورت دیگر اُن کو صالحین بکتاصرع

لئے اور یہ صلح امداد شفعت الغریب مدنظر علی بن عثمان ابی میں بھی مذکور ہے کہ افادہ ستاذی و
الاذی مولا نانیلیں احمد بن بشیری سلی اللہ تعالیٰ وہ من غزوہ۔

کے جاز رہبون متن بھی ہے۔ قادہ ابوالعلاء شرف حسین صاحب رضا شیخ پورہ۔
لئے دش، شفعت الغریب اور بہادر بہون کو دیکر دلوں عبارتوں لو بلطفہ تقل کر دیا

کنہب ہے۔ اور یہاں نقیقہ کا بھی اختہاں نہیں۔ کما لائیخنی۔
(۲) فاضل جائسی فوائد اصفیہ و موعظ میں لکھتے ہیں:

روزے چھانے پیش حضرت امام حسین نازل گردید۔ پس امام حسین درہ بھے قرض
گرفتہ تا نے خرید و نان خورش نداشت کہ نان را آن حاضر سازد۔ و در ان روز حا
مش کہہ کے عمل از طرف میں بخدمت حضرت امیر رسیدہ بود۔ پس امام حسین
لیقبر غادم فرمودند کہ دہن مشک را از مشکہ باکشاید۔ پوں کشود حضرت بعتر
یک رمل اذال مشک عمل گرفتہ و بھمان خوارانیدند۔ پس پوں حضرت امیر
حروف او را شنیدند و غصب شدہ فرمودند علیٰ بحسین بن حسین را حاضر سازیہ
پوں حضرت امام حسین حاضر شد۔ حضرت امیر دُرہ برداشت۔ امام حسین گفت
محق علیٰ جعفر را بسی بحق و حرمت عمر من از تقصیر من در گزر۔ و ضابطہ المیویں
بود کہ ہرگا کے بحق جعفرے لغت۔ پس غصب آنحضرت تسلیم می یافت۔ پس
حضرت امیر فرمودہ ماحملک اذا الحنفۃ منه قبل القسمہ۔ پھر یہی
باعث شد ترا کہ قبل از قسمت آن بآن متصرف شدی۔ امام حسین عرض نمود کہ حق
مادر و سوت چوں فتحت می شد بلقدر یک رمل از حصہ خود داخل بیکردم۔ حضرت
امیر فرمود کہ پدر قدر کے تو باد کہ نزافی رسد کہ تو ازان مستفع شوی۔ پیش از اک
مسلمانان مستفع شوند۔ آگاہ باش کہ اگر نبی بود کہ دیدہ بودم کہ و نداہنہ کے ترا
پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم می بو سیدہ ہر ایمنہ من تزاد بیوقوت می زدم۔ بعد
از ان حضرت امیر خود رہنے کے در کنار روایتے خود بستہ بود لقبر دادند و فرمود
کہ قسم اول عمل اذ بازار خریدہ بیمار چوں اور دعیل قسم خورده می گوید۔ کہ گویا
می بیسم کم از ہر دو دست دہن مشک را حضرت امیر گرفتہ اند و قبر عمل را در ان
داخل می کند۔ بعد ازان حضرت امیر علیہ السلام دہن مشک را می بست و می گریت
و می فرمود اللھم اخفر للحسین فانه لم یعلم خداوند از تقصیر حسین در گزر ک

لے کیونکہ امام حسن رضی الشعنہ کو پوری قوت حاصل تھی ارباب سیر لکھتے ہیں کہ پالیں ہزار فوج
آپ کے شامل تھی۔ بخاری میں ہے کہ پہاڑوں کے مانند فوج چلے کہاں پ حضرت معاویہ کے مقابلہ کو
ٹکلتے۔ جس کو دیکھ کر حضرت عمر بن عاصی امیر معاویہ سے کہنے لئے ہم اتنا بڑا مشک دیکھ رہے ہیں کہ جب
تک سارا کاسار افضل نہ ہو جائے گا۔ میدان سے منزہ ہو جائیں گے۔ اس کے بعد صلح کی اتفاقیہ ہوئے
کیا اور تصفیہ ہو گیا۔ اور صحن نامہ میں وہ شرائط صلح کلمی لئیں گے۔ جن کو صاحب تاریخ صیب اسی سے
نقل کیا ہے۔ ملقطا عن الصواب عن معز زیادۃ امامت

اونا در نسیت ایں کار کر دے ॥ (اتہی و متنی الحکم)

اس روایت سے چند فائیے حاصل ہوئے۔

(۱) امامت کے لئے کسی گناہ کافی عمرہ صادر نہ ہو شرط ضروری نہیں۔ اس لئے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ باوجود یہ عناد الشیعہ لفیقیاً امام ہیں پھر بھی اُنے تصرف قبل القسمت جو گناہ کبیرہ صادر ہوا۔ جس بنا پر جناب امیر دُرُّ مسے تشجیب کرنے کے لئے بھی مستعد ہو گئے۔ اگرچہ وجہ عذر (العلیٰ) معاف فرمادیا۔

(ب) امام کاظم لدی نہیں ہوتا اور زادہ عالم امور راضیہ و مستقبلہ جزویہ و کلیہ ہوتے ہیں۔ اگر ایسا ہو تو جناب امیر امام حسین کے ارادہ قلبی پر فوراً مطلع ہو کر ان کو تصرف کرنے سے روکتے۔ اور سیدنا حسین صرت تصرف قبل القسمت سے ناواقف نہیں رہتے۔ نیز اس لاعلمی کے باوجود امام مفروض الطاغیہ نہیں ہو سکتے۔

(ج) جس شخص کو اخضرت صلی اللہ علیہ وسلم و مسترکھت ہوں اُس سے اگر بمقتضی بشیرت کوئی امغیر مشروع صادر ہو جائے تو اس کو ترا نادہ کا ناظر تھا بدیہی و تشجیب یا زور و مشروع ہے جیسا کہ جناب امیر نے امام حسین رسماً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کیا۔ رف شیعہ جو کہتے ہیں کہ حضرت فاروق عظیم رضی اللہ عنہ نے بوجہ اس کے کہ حضرت علی کرم اللہ و چہرہ بیعت صدیقی سے منکر ہے اور خانہ نشین ہو گئے آپ کو گھر کے جلا دیئے کی دہمکی دی اور لکڑیاں وغیرہ آپ کے مکان کے پاس جمع کرائیں وغیرہ ذلک بشرط صحت یہ سب افعالی بلا شبہ ہائز ہیں۔ کیونکہ جب خلافت صدیقی قائم ہو چکی اور اس پر تمام اہل مکہ عقد متفق ہو تو فوراً حرب قول جناب امیر دکھاتا، آپ کو انکار جائز نہ تھا۔ ایسے موقع میں ایک فعل حرام و ناجائز سے پہنچنے کے لئے حضرت فاروق نے جو بقول حضرت صادق صدوق صلی اللہ علیہ وسلم مشاپہ سیدنا نوح علیہ السلام تھے جو اس کے حدیث نبوی محن سی ای منکر افظیعہ دیتا۔ اگر کسی قسم کے شردار سے کام لیا تو عقل لا و شر خاہر کر موروث ہیں ہو سکتے بلکہ یہ تو ان کے کمال ایمانی و اتباع امر رب ای پرداز ہے۔ دیکھو خود حضرت

لئے شیعوں کی یہ عظیم فہمی یا مخالفت ہے اسی کو کہتے ہیں کہ حضرت فاروق کو مدد اور پر جمل کرنے میں مالا کر جس شخص کی مدد لجڑا رہ مقصود ہوئی ہے اُسی کی ادائے فروغداشت بھی انکوں میں ہٹکتی۔ اور اسی کی تسبیح و تاذیب بھی زیادہ تر مخواہ ہوتی ہے۔ اگر کوئی اپنی اولاد کی سرزنش کرتا۔ اور اس کو مارتا پیش تھا۔ تو خلاصہ گز عداوت پر مجموع نہیں کیا جاتا۔

منہ غفران۔

ر فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے برداہیات صحیحہ مردی ہے۔ اگر فالتمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم، جبی چوری کریں تو میں ان کا باختہ کالوں گا۔ پس اگر بالفرض حضرت سیدہ سمعاذ اللہ فیصل ندووم صادر ہونا تو کیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ نسا عالم ہو سنک وچ سے حد سرقة جاری نہ فرماتے۔ (فتنہ بر فنا نہ بالتدبر حلق) ۸۴

(۱۲) صحیفہ کامل میں یہ قول جناب امیر کا نقول ہے قد ملک الشیطان عنانی فی سوء الظن و ضعف الیقین اذ اشکو سوء مجاوس ته و طاعنة نفسی اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت امیر رضی اللہ عنہ بر شیطان کبھی قابو بالیتا۔ اور آپ کا نفس خپس ایکس خبیث کام طبیع ہو جائیکر بتاختا جس سے آپ کو ضعفہ نہیں وغیرہ ولاحق ہو ماتے رہے۔

علاوہ اس کے اور روایات کثیرہ ہیں جن سے عصمت آئندہ کا بطلان ثابت ہے۔ جو چاہو
کتب معتبرہ شیعہ کو دیکھے۔ پس اب تو تمہیں یقین ہو اک حضرات شیعہ کا ادھارے عصمت
بھی افڑائی محض و مخالف القوال آئندہ ہو رہا ہے۔ حضرات آئندہ تو غلبہ نفس و شیدھان کی
شکایت گریں اور مدعاں محبت نہ پرستی با عصمت اُن کے سر رکھیں اور طرفہ یہ کہ خود کا بر
شیعہ روایات عدم عصمت بھی کتب معتبرہ میں نقل فرمائیں۔

چونکہ عصمت ہی پر شیعوں کو ناز ہے اور اسی عصمت ادعاً نہیں کیا جس کے مذہب کی بنیاد پر ہے۔ اسلئے مختصر رائون کی ابتدی فرمی کاظمیہ کو دیا گیا۔ مزید تفصیل مطلولات میں دیکھو صاحب ہدایات الرشید سلمہ اللہ تعالیٰ نے بھی اس مسئلہ کا خوب تلاعع قیع فرمایا ہے جزاہ اللہ خیر الحناء۔

اور یہ جو بعض دشمن عقل و درین جاہلوں کے پھسانے کو کہتے ہیں کہ بنی اور ولی کے
اعلیٰ مصقوب سے ایک عصمت ہے اور کل شیعوں کا جناب امیر کے عصمت پر اتفاق ہے۔
بخلاف خلق ارشاد رضی اللہ عنہم کے کہ اُن کی عصمت کانہ کوئی سُنی قائل ہے اور یہ شیعہ پس
حضرت امیر بوجعمرت اور وہ سے فضل و احق بالامانت ہوں گے۔

۱۵ مولانا ناظر فرمائیں تو سہی کیا اپ بہاں بھی تھی کہ یہ ان عبادی لیس لف علیم سلطان
الامن انتیعک من المعاوین کو معاذ الدین جناب امیر پرچسپان کریں گے۔ اور نہ کہ میں تو سما
اوار العذر علی الفضل حجۃ قادرہ مسلمی ہے ۱۶ المشتغل اللہ۔

۳۷۶ اپنے منہ میاں ملکو بننا اسی کو کہتے ہیں۔ شیعوں نے خود یہ عصمت کا دعویٰ کیا اور اپنے ہی عقیقہ فاسدہ کو اس دھوکی کی دلیل بنایا۔ کیا خوب ہے بیریں عقل و داش باید گریست؟ (منہ غفران)

سلیمان بن زکریا و زروال سلطنت روم یعنی بیان اسلام اور اسلام کو تبلیغ کرنے والے

سو جانتا چاہتے کہ شاید اس دلیل کا جویں موجدوی این سبایہ وی موجدوی نہیں
تبرانی ہے کہ اس تجھت بیودی نے ابطال مذہب اسلام را ثابت بیہودیت کے گمرا
ہے۔ وہ بیودی کہ سکتا ہے کہ دو افتضال فرقی و فقامت (یکہود تن) بین ابن اللہ، بیودیو
زدیک حضرت عزیز علیہ السلام خدا کے بیٹے ہیں۔ اور بالتفاق ایں اسلام محمد صاحب دصلی اللہ
علیہ وسلم، ابن اللہ ذہبیں۔ اور ابن اللہ غیر ابن اللہ سے ضرور راضی و قابل اتباع ہو گائیں
کیا معنی کہ حضرت عزیز جو بالتفاق بیودا بن اللہ ہیں۔ ان کے دین کو پھر کر رسول عربی دصلی اللہ
علیہ وسلم، کادین احتیا کیا جائے۔ جن کے ابن اللہ ہونے کا کوئی قائل نہیں۔ مسلمان
ذو وسرے اعاذنا اللہ من وساوس الخناس۔

پس اہل فہم خیال فرمائیں کہ کیا یہ دلیل خاص اُسی بیودی کی نکالی ہوئی نہیں معلوم
ہوتی۔ پہلے تو اس نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے شان میں یہ دلیل جاری کر کے اپنے مہاجر
ول خوش کر دیا۔ جب اس دلیل کی حقیقت بوجعصب نہای ان کے ذہن میں راستخ ہوتی
ہوئی معلوم ہوتی تو پھر یہ دلیل حضرت عزیز علی نبیانا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں
جاری کر دکھائی۔ پہلے سے تو اس دلیل کو حق بھی کہتے تھے لو عزیز ابن اللہ کی راگ کا نہیں تھے۔
الی هؤکاء وکا الی هؤکاء نہ سنی رہے نہ شیعہ۔ آخر معلم اول کا حق بھی نواہ کرنا
تھا۔ خیر یہ دلیل شیعوں کو ہی مبارک ہو۔

اور صاحب ظلمت کفر کا یہ قول کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے فضائل ایسے ظاہر و
باہر ہیں کہ غیر مذہب ولیے بھی ان کو بشد و مدہیاں کرتے ہیں۔ تو ازخ عروج وزوال سلطنت
روم میں بننے صاحب اگر زی مورخ نے صفحہ ۲۹۰ جو لکھا ہے اُس کا الفاظی ترجیح یہ ہے:-
علی کا نسب اور نقرب اور سیرت جن اوصاف نے اس کو سب ناک والوں سے
اعلی درجہ پر بہو سچا یا ستر بک تجھت کے لئے اس کے دعووں کو قریب انصاف تھیں اسکے

اے اگر آپ کو سر والگین کی مشہادات کا شوق ہے تو یہی۔ گاؤ فری ہائیس صاحب اپنی کتاب
معروف میں بننے صاحب سے لفڑ کرتے ہیں کہ چاروں خلافا کے اکواریاں صاف اور ضرب المشـ
تھے کہ ان کی سرگرمی اور لذتی اخلاص کے ساتھ تھی۔ اور نزروت و ختنہ سیار پارسی انہوں نے اسی
زندگیاں فرائیں جن لذتی و منہای کے ادا کرنے میں صرف کیں۔ یہی آدمی محمد رضیتھے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے اول جلد میں شامل تھے۔ جو پیشتر اس سے کہ آپ نے مقیدار حاصل کیا۔ آپ کے حساب دار
ہوئے۔ یعنی ایسے وقت میں کہ آپ ہفت ازار موتے اور جان بیجا کے اپنے ملک سے چل گئے۔ ان کے
اول اسی اول تبدیل نہیں کرنے سے ان کی راستی ثابت ہوتی ہے۔ اور دنیا کی سلطنتوں کو پیش
کرنے سے ان کی ریاست کی اوقیت معلوم ہوتی ہے۔ "الافتتاح" ج ۲ -

پس اب ہم ان حضرت سے پوچھتے ہیں کہ تمہارے نزدیک مورخ کی بہ عبارت صحیح اور مطابق واقع کے ہے یا محن الزم اعظم کیلئے تم نے لکھی ہے۔ بصورت ثانی اس کو تم سراسر جھوٹ اور افتراء لکھتے ہیں پھر یہم پر محبت نہیں۔ اور بصورت اولی یہ قول سرست دوڑھ جنہیں شیعہ کائیں گے کن ہے۔

(۱) یہ جملہ کہ اہل عرب سلطنت نسائی کو قبول کر چکے تھے۔ تشريع طلب ہے۔ اول لئے نہ معلوم کہ اہل عرب سے کون مراد ہیں اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا اور عام لوگ تما نیا یہ بیان کرو کہ یہ لوگ زبانِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں قبول کر چکے تھے یا بعد وفات شریعت پر پھر یہ کاموں کی سلطنت نسائی سے کیا خرض ہے حضرت سیدۃ النساء ادفاقتہ

۱۰۔ مگر تماشی و صوت کا سردار موخر نے بھی سلیمانیں کیا ۱۲ امن۔

۵۔ سیکھیت میں ایک صفت ہے نظر لکھنا تھا وہ چور دیا گی ۱۲ مز خفر کر۔

اپنے ہر رضی اللہ عنہ کا جانشین حضرت رسالت ہونا یا کچھ اور بصورت اول سلطنت نافع کو تسلیم کر دینا بار شاد بیوی تھا۔ یا بلا اذن محض اس توہم سے کہ حضرت سیدہ بنت رسول ہیں۔ اور عرف و عادت یوں ہی جاری ہے کہ باپ کا جانشین اُسکی اولاد ہی ہوتی ہے۔ تو حضرت سیدہ کیوں نہیں ہوئی کی۔ بچان لوگوں کا یہ خیال موافق رائے حضرت رسالت کا صلی اللہ علیہ وسلم تھا یا نہیں۔ اگر تسلیم کر دینا بار شاد بیوی اور مخالف رائے جہان آرائی واقع ہوا۔ تو یہ سی سلطان یہ محبت نہیں۔ اور اگر موافق ارشاد بیوی تھا۔ تو یہ شیعوں کا یہ دعویٰ کہ آپ نے جناب امیر کو غیر رحم پر اپنا وصی اور جانشین بنادیا تھا۔ اطلیٰ ہو گیا۔ اور دوسری خلاف معتقدات شیعہ بھی ہے۔ یوں کہ ان کے بھار حورت فتیل امامت نہیں۔

(۲) نیز وہی شقوق مذکورہ بصورت اس کے کہ اہل عرب سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مراد ہوں۔ جاری ہوں گی۔ مثلاً یوں کہا جائے گا۔ کہ اگر صحابہ کرام نے بار شاد بیوی تسلیم کیا تھا۔ تو ان بیچاروں نے اگر جناب کو شنیدہ نہ بنا یا تو کیا آنہ کیا۔ اس نہیں الزام دیتے تھے قصور اپنے نکال پڑے۔ باقی رہائی شعبہ کر جب حضرت سیدہ کے لئے فرمان واجب الازعام صادر ہو جکا تھا۔ تو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو کیوں خلیفہ بنا یا۔ اس کا جواب ہم دیے یعنی کے۔ خدا کریم سے حضرات شیعہ جناب امیر کا خلیفہ اول نہ ہونا اور خلاف ارشاد بیوی کا صادر ہونا مان تو ہیں۔ اور اگر بعد وفات شریف صحابہ رضی اللہ عنہم نے سلطنت نافعی تسلیم کیا تو یہ سے اتنے مرتقین کے خلاف ہے۔ اس لئے کہ اس وقت فوراً ہی خلافت کا جگہ اچھیلا۔ اور قبل تحریز و مکافہ ہے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہو گئے۔ جس کا درود تابہ سو بر سر سے شیعوں میں پڑا ہوا ہے۔

پس ثابت ہو گیا کہ سورخ انگریزی کی عبارت مستند کے لئے سقم قائل ہے۔ اگرچہ اور موافق ہی اس عبارت مستندہ کے مخروضش ہیں۔ اگر ہر و مالا لاختہ صادق اُسے اغافل کرتا ہوں۔ باقی ہم کچھ عرض کر دینا ضروری ہے۔

واضح ہو کہ حضرات شیعیہ فرمائیں کہ گنیں صاحب کے اس قول کا کمزور عالماب کے ہتھیے را آخر میں یہ الزام لگایا کہ اس اپنے طلب حق میں غفلت کی ایم۔ مطلب کیا ہے۔ اور الزام دیتے دیسے کوئی ہیں۔ اگر صاحب نظر کو جزئیں توہم سے سن لے کہ قول اکابر شیعہ الزام دہنہ حضرت سیدہ ہی ہیں مجلسی حق الیقین ہیں غرما تے ہیں۔

حضرت فاطمہ خطاوب کے شجاعانہ درشت ماسیدہ اور صائمو دکر المحدثین رحم

پر دہ نشین شدہ و ملک خاٹناں درخانہ کی بینت خود را ذمیل کر دے۔ روزے کے مت از سطوت خود برداشتی تر گاں سے درند و شے برند تو از جاکے خود حرکت نہیں کئی۔ امیر المؤمنین خود صبرکوں و آتش خشب فروشنان۔ اسی دھنڑی گزیہ عالمیان۔ و آپی ماندہ ذریعت میغیر منستی در امر دین خود نکردم۔ و آنچہ از جانب خدا ماموں پر بودم بعل آور دم و آنچہ مقدور صربو دار طلب حق خود در ان تقصیرے نہ کر دم۔ روزی تقریباً ولاد ترا فرد اضافیں سنت۔ و آنکہ کشیں روزی نتیت مامونت و آنچہ حق تعالیٰ از دست نہیں کیا۔ اور آخرت جیسا کہ رہ است بہترست آئیں۔

اس عبارت سے چند بائیں ثابت ہوئیں جن سے اس موڑنے کے قوں کا بالکل استیصال ہو گیا۔

(۲) حضرت امیر المؤمنین میں یعنی حضرت سیدہ صادقہ کچھ بھی تو شجاعت نہیں تھی۔ ورنہ یوں یوں اعتراض فرماتیں یہ ماننے جیں رحیم برداشتیں شدہ۔ اگر کو کہاں غصہ میں بلا تھدید اشارہ نہ کی۔ تو اس وقت، یہ کہتا ہے کہاں حضرت معصومے نعوذ بالله محض جھوٹ بول دے۔ اور باوجود یہ سدیت صحیح میں منافق کی علاست بتلانی کی ہے و اذخاف حمیجی یعنی جماعت کے وقت خوش بکے حضرت سیدہ سے وہ شفاظ حضرت امیر الائجین کی شان میں صادر ہوئے جو اسے شخص کے حق یعنی نہیں کیست پس یا تو حضرت سیدہ کو درنگری امر فرع لہو یا حضرت امیری شجاعت میں دھنہ لکاؤ۔

(۳) حضرت امیر نے بھی ایسی حکمت عنی سے غفلت نہیں کی جیسا کہ اس عبارت شے و آپ مقدور م بودا ز طلب حق خود در ان تقصیری نہ کر دم۔ صفات ظاہر ہے پھر عدم سمعی کا اسلام ہی حضرت سیدہ کی طرف سے یا لذب محصل یا بوجہ عدم دونت ہے۔ اور شق شانی تو جل ہے اس لئے کہ حق ایشیں جلا ہیں ہے۔

سلام لفظ جوں شب شد علی فاطمہ را بردار ہو شے سوار کر دو دست حسن دیں

سلیم اس پلغت سے معلوم ہو گیا کہ خلافت خلفاء رشیش کو بامر حسدا و ندی جناب امیر نے شہر کر رکھا تھی فا قوم ہا من غفرانہ۔

لئے اگر یہ کلام صحیح آپ کا از راہ نفیہ و بطور فعل نسلو کے نہ تھے۔ اور آپ میں اس درجہ کا تو فیض خلائق سے آپ نے کیوں ایضاً خلائق کے خوف یا خاصی سادتے استقدار دین لی بس اسی کو انتیار کیا۔ اسیہ کلتہ احمدیتے گیوں نہیں اور فرضے اور کیا اور دیہ خداوندی و پیغمبر علیہ من یعنی کو پر د تو قہ مقام اگر یہ زہر سکا تھا اسی کی تھکنی پا یا کچھ دوست ایک ہے جو اسی پا شاش اعتماد بردن اگر جو بھرے جو بھوٹ ہوئے اور ملادت شوہر گیوں نے اسے سے تھے جائے۔ نہلکا ارشاد کی۔ اسیہ کے سے سبز بیرون چ داہمہت بدل دے کے۔ وہ مکے۔ وہ مکے۔ کیا افغانہ ملادت ہے جو بھی تباہ سے ملادت ہوں کو خیست تھا۔ شانہ کا شیخاں کیلے کیا جو اسے عذر لے اے۔

رائگفت و بگانہ ہریک از اہل بدیل ذمہ جران و افسار دشت و حق دامت و خلافت خود را
بیادشان آور دطلب یاری از بیان کرد۔ اجابت او نہ کردن مگر حیلہ پڑھا کس کے

بھراو جو داس حالت غریب و کیفیت مجسم کے کیا ممکن ہے کہ حضرت سیدہ کو جناب
امیر کی سعی معلوم یا یاد نہ ہو۔ پس شق کذب تبعین ہوئی۔ معاذ اللہ جن کی بیان میں نزول بیت
تلکیرہ کا شیء دعویٰ کریں۔ ان کی طرف کذب و فحش کو منسوب کئے بغیر نہ ہیں۔ لا عول لا
قوة لا بالشہد پس اگر اسی طرح کی عصمت جناب امیر کے لئے ثابت ہوئی ہے تو ایسی عصمت

نے نعمت مورخہ بینے نہیں نہیں

کو مسلمان افسح ہو کہ مورخ کا یہ قول کہ حادیوں کے بعد اور فلانجا خوف اختلاف نے
محمد رسول اللہ علیہ وسلم کے ارادوں کو روکا ہے بخ کن مذہب شیعہ ہے کیونکہ اس سے
صاف معلوم ہو گیا کہ اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر کو خوف اختلاف اپنا
جانشین نہ بنایا۔ اور نہ کبھی وصیت خلافت فرمائی۔ اور یہ بالکل خلاف معتقدات روا فضل
ہے۔ امر متعرض قول مورخ کو صحیح مانتا ہے۔ تو بتلاست کہ ستر ہزار آدمی غدری ختم کے کہاں گئے
اور وہ وصیت نامہ جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تھوا کفر فرشتوں سے مہر جسٹری کر کہ
حضرت علیؑ کے حوالہ کرو یا تھاد چنانچہ حیات الغلوب با فرج مجازی میں تصریح مذکور ہے اکیا ابوا
لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

نیز مورخ کا یہ قول کہ "بستر مرض عائشہ سے جواب بکریہ بیٹی اور علی کی شمن تھی محاصرہ میں
تھا" اُس کے قول سابق کے کہ اپنے ازمانہ بیثت سے تا تھبیر و تکفیر رسول سے کبھی ہو لانہ ہوا
صریح معارض ہے۔ اور کیا حضرت صدیقہ رضیا کی امورہ الیسا ہو گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
آن کے خوف سے کھکھ کر سکے۔ اور بالفرض جبکہ شریعت کے اندر حضرت علیؑ کے کہاں میں اگر کبھی
فرما جی دیتے تو اس خانگی معاملہ سے کیا شدید تقیی جب حدیث وصیت غدر ختم کا پھر اثر نہ ہوا۔
و محبیع عام میں ستر ہزار کے سامنے فرمائی گئی۔ اور لوگوں نے تسلیم ہی کر دیا۔

اور جہاں تک مجھے لپیں ہے ہرگز مورخ بین کی یہ عبارت بھوپلن سے غالی نہیں جس کا
جی چاہیے تقلیل کو مصل سے مقابلہ کر دیجئے۔ بلکہ لکیا عجب کہ سرسے سے ایجاد بندہ ہو۔ دیکھو ایک
نصرانی جو نظر ایشت کو خن اور اسلام کو باطل سمجھ رہا ہو۔ کیا حضرت حسین بن رضی اللہ عنہما کو سورہ
جو انانہ بیثت کہہ سکتا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ مذہب (اسلام) حق ہے دو فی الواقع (کتاب)

لئے ذہنیتے اس سے مورخ کے اس قول کی کمال عرب سلطنت نامی کو تسلیم کر چکتے۔ تدبیج
ستہ بیتیں۔ کیا وسر بین کی موافقت الکھوں کی مخالفت کے باوجود قابل تسلیم ہے امداد مظفر؟۔

ورنہ باطل مذہب والے کو ضمیل اس رواج و اتنا بہشت کہنا کیا جنوں محض و تختیط صرف نہ سمجھا جائے گا۔

نیز واضح ہو کہ صاحب غلط کفر نے اس اعتراض کے جواب میں کہ "صحابہ کرام مبارکوں" حضرت علی کو حضرت علی پر یہ فضیلت تحقیقی کہ آپ بڑے مدبر تھے آپ کے عهد میں اسلام نے بڑی رونق پیدا کی اور اسلام دوز دو ملکوں میں پھیلا۔ یہ بات حضرت علی کے وقت میں نہ ہوئی تھی اور بیشک عاقل کے نزدیک یہ افضل فضائل فاروقی سے ہے، جو یہ لکھا ہو کہ باعتبار واقعات کے تو بین آگے چکراں کا جواب دوں گا۔ لیکن باعتبار اصول کے میں کہہ سکتا ہوں کہ وسعت ملک اور مدبری دلیل فضیلت روحانی ہیں ہے۔ غور کر کہ اس وقت سلمہت روشن میں مذہب عیسائی کی سقدر پھیلا ہو ہے کہ بالٹک سے کٹکٹکا نکل اور سچرا بیش سے کوہ ہماں نکل ایسیا اور یورپ میں دین عیسائی پھیلا ہو ہے۔ لیکن خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وقت میں دین حضرت کا بہت بخوبی و بخفا تو یہ تم کہو گے کہ معاذ اللہ زار روشن کو فضیلت روحانی یا تقرب ربانی میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر فو قیت ہے۔ علاوہ اس کے جس قدر ملک اسلام شفیف و دوم کے وقت میں پھیلا۔ اسقدر خود حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں نہیں تھا تو کیا اس سے کوئی یہ کہ سکتے ہے کہ خود بائی اللہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت عمر افضل تھے؟

یہ جواب بھی فیضان ابن سبائی سے ٹالی ہیں۔ فنقول وَإِنَّ اللَّهَ الْمُتَوَفِّيقَ^۱
کَوَالاً اس جواب کو سوال سے کچھ سنس نہیں۔ کیونکہ سائل عبد فاروقی میں اسلامی ترقی اور مالاک بعید۔ میں شیعوں اسلام کو بیان کرتا ہے اور مجیب بخارا گمراہتے ہیں کہ وسعت ملک اور مدبری دلیل فضیلت روحانی ہیں۔ سچان اللہ اس سوال از اسماں جواب از رسیمان^۲ اسی کو کہتے ہیں۔ کیا سائل یہ کہ رہنماؤ فاطحہ بادشاہ ان دنیا کی طرح حضرت فاروق نے بہت سے ملک قلع کرنے تھے نہ تحقیقت اسلام جس سے اسلام کی تبلیغ ۱۰ دین الہی کی تو سمیع ہوئی۔

اور شیعوں نظر انیت کے ساتھ بھی نقش وار نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ موجودہ عیسیٰ سنت
ہر گز دین عیسیٰ نہیں۔ کیا مجیب کے نزدیک سے تنشیث بھی تعلیم حضرت مسیح علیہ بسا
و علیہ الصلوٰۃ و السلام کے مطابق ہے۔ پس عجب موجودہ عیسیٰ نیت قطع نظر منحصر کے اصل
سے دین عیسیٰ نہیں۔ تو افضلیت و متفوٰتیت کا تذکرہ کرنا ہی سے اسرار نہ ہوتے۔

باقی رہا نقض شانی وہ اگرچہ محیب اور اُس کے ہم شریوں کا مایہ فخر و نازاد تھا جو
عوام کے لئے باعث بنتیں و اشتباہ ہوا کہ اہل علم تو خوب جانتے ہیں کہ یہ اعتراض کو ز
ختر سے زائد و قمعت نہیں رکھتا۔

بنظر تنبیہ عوام کچھ عرض کئے دیتے ہیں وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيقُ واضح ہو کر کوئی فرد مت
کافی کے برائیں ہو سکتا۔ چہ یا یہ کہ اُس سے اعلیٰ ہو جائے۔ اور ایک اسکی یہ وجہ ہے کہ
قرب الہی کا دار مدار انباع مرضیات الہی و صدق یقین و اخلاص کیاں پڑے اور ذریعہ علم
مرضیات خداوندی کی ذات پر کاتبی علیہ السلام والصلوٰۃ ہوتی ہے اور یہ احادیث
صحیحہ سے ثابت ہے کہ شخص کوئی نیک طریقہ جاری کرے اس کو اپنا اجر بھی ملتا ہے اور جتنے
لوگ وہ کام کریں سے کے برائی اُس کو بھی ثواب ملا کرے گا۔ مثلًا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم نے نماز پڑھی اور لوگوں کو بھی اس کی ہدایت فرمائی۔ ثواب اگر پندرہ بیس کرو مسلمان
 نماز پڑھنے کے تو آپ کو سب کے برائنا قیامت ثواب ملے گا۔ حالانکہ افراد است، کو ایک
 ایک ہی نماز کا ثواب ملا۔ اسی پر نام امور دین جہاد و اشاعت اسلام وغیرہ کو قیاس
 کرو۔ پس آخرت صلی اللہ علیہ وسلم کے برائی امتی کو کیسے ثواب مل سکتا ہے۔ اور
 بنی اور غیر بنی کے تقرب میں کہاں مساوات ہو سکتی ہے۔ بلکہ اہل سنت کشمہ اللہ تعالیٰ
 و در عذر اہم کے نزدیق کوئی شخص کسی امت کا کسی بنی کے برائیں ہو سکتا۔ برخلاف
 شیعوں کے کہ ان کے عققین کے نزدیک حضرت علی کرم اللہ وجهہ بجز رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم کے اور نام نبی یا علیہم السلام سے افضل ہیں اور آپ سے افضل کہنے میں بھی
 بعض توقف کرتے ہیں اور بعض کچھ اور بکتے ہیں۔ اگرچہ اصول امامیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم سے تفضیل جناب امیر کو مقتضی ہے، جنکی تفصیل مطلولات میں مذکور ہے۔

علاوہ اس کے بیوت قرب الہی کا ایک ایسا اعلیٰ درجہ ہے اور نفس موہبت الہی
 پر اس طرح مختصر ہے جس نیک لوگوں کا بذریعہ اعمال حسن کے پہنچانا عقلانہ و نقلانہ محال ہے۔
 فاخصمہ وہ تکن من الجملة الغافلین۔

اور قبل اس کے جو ہم نے کہا تھا کہ نقض اول ہی یہودیت کی بڑے اُس کا انہیں
 بھی ضروری معلوم ہوتا ہے تاکہ اہل عقل سمجھ لیں کہ متابعت ابن سبائی نے کس طرح
 مدعاویان محبت اہل ہیت کو گراہ کیا ہے۔ پس واضح ہو کہ صاحب ظلمت کفرت جو اس

شہ کی کہ میں نبوت ہو ہوئے۔ ما خریشہ بن ناتام انبیاء علیہم السلام میں مشترک ہے، من غفرانہ شرعاً،

(۲) فاہد غلام شکر زکر فہم اور پاہل پہنچ کی بلو۔ و میرزا بن سکنہ اور نقض شانی کا جواب۔

عیسائیت کو عین دین عیسوی فرار دیکر فقط نظر بربانی میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زار روئس پر ترجیح دی ہے۔ اس میں تسلیم یہ ہے کہ جب اس مروجہ عیسائیت کا حق اور موافق دین عیسوی ہونا اس دلیل سے اُس کے ہم شریوں کے اذہان قاصرہ میں منتکن ہو جائیگا تو پھر کیا ہے ایک دم میں عیسائی بنائے جائیں گے۔ ایک مقدمہ ملائیکی کسر ہے۔ جہاں وہ ملا یا گیا نزیر ترتیب مقدمات سے فوراً عیسائیت کا حق ہونا اور اسلام کا نعمود باشد، باطل ہونا ثابت ہو جائے گا مثلاً یوں کہا جائے کہ مروجہ دین عیسائی حق ہے اور بحق کو باطل کہے وہ خود باطل ہے۔ اور اسلام عیسائیت کو باطل کہتا ہے پس ترجیح مقصودہ یہودیوں کا صاف تخلی آیا کہ دعاؤالله اسلام باطل ہے۔ اور یہ ترجیح پیشی اور برجی ہے۔ اس لئے کہ جب صغری کو حق مان لیا گیا اور کبریٰ تو قطعاً صادق۔ پھر ترجیح کے صدق میں کیا کلام رہا۔ اور ابطال اسلام تو یہودیوں کا مقصد دلی ہے۔

اور اپنے چیلوں کو نصرانی بنائیں میں اُس کا ایک روسر ایک مخفی یہ ہے کہ بوجب نص قرآنی قالت اليهود ليسوا الصادق على شیئ و قالوا الصادق ليسوا اليهود على شیئ دیہودی کہتے ہیں کہ الصادق کچھ نہیں۔ اور عیسیٰ فی کہتے کہ یہودی کچھ نہیں (اگر وہ ان حضرات کو یہودی بنالبتنا تو اپنے زعم فاسد کے موافق تو ان کی برعی خیر خواہی کرتا۔ مگر اُس دشمن دین نے اتنا بھی کوارہ نہ کیا کہ اگر اسلام سے یہ لوگ محروم کئے جائیں۔ مگر یہودی بنکر اُس کے ہی زعم کے موافق بجا ت پائیں۔

پس ابن سبایہودی نے تو یاران باوفاکی ایسی جڑکاٹی ہے کہ ان تو کی کام ناہی نہیں رکھا۔ اور اپنے دین باطل میں بھی لانا گواہ نہ کیا۔ مگر خدا کی ما را یہی عقل پر کر دوست کو دشمن اور دشمن کو دوست سمجھ بیٹھے۔ اعاذ ناالله من الفهم المردی والمعقول

الذی يضل ولا يهدى

پس اہل عقل والنصاف دیکھیں کہ ابن سبایہ تشویح کے پرایہ میں حضرات شدید کو اس طرح دین اسلام سے خارج کر دیا ہے اور ابطال اسلام کے لئے حرب جناب امیر کی آڑ میں کیسا دام تزویر بھیلا یا ہے کہ جو دلیل حقیقت نہ ہے تشویح کیا بیان کی جائی ہے۔ وہی عین دلیل ابطال نہ رب اسلام کی ہوتی ہے۔ مگر بخواہی واراء الماء مذوہب اکیف الکافرین ه وَاللَّهُ مُتَّمِثٌ لَّهُ دُورٌ وَلَمَّا كَفَرَ الْكَافِرُوْنَ هَا بَأْدَوُ الْيَمِنَ حضرات اہل سنت ان کے مکائد مکونہ کو خوب ہو یہ بتے ہیں۔

بھر رئے کہ خواہی خامسے پوش مدد من نماز قدرت رائے شناسم پڑ

وَلَا فِي جَهَنَّمَ وَلَا فِي قُوَّةِ الْإِعْلَامِ اللَّهُ عَلَى الْعَظِيمِ
وَحْدَهُ الدِّينُ بِجُورِ كُوئٍ آپے فرما یا پیشک مسیح ہے مگر فضائل مندرجہ ذیل میں حضرت علی رضی اللہ
 تعالیٰ عنہ کا کوئی شریک نہیں ہے۔ پیران کمالات مخصوصہ کی وجہے جناب امیر ضرور احمد
بالا ماتھہ ہوں گے۔

نبیر اعلوم یاطنی اور معرفت الہی جس کی نسبت کل حضرات اہل قصوف بھی معترف ہیں۔
خاص حضرت علی ہی کا حصہ ہے۔

نبیر ۲ حضرت علی خانہ کعبہ میں پیدا ہوئے۔

نبیر ۳ حضرت علی رضی اللہ عنہ کنار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں پروردش پائی۔
نبیر ۴ حضرت علی گو حضرت رسول نے الفتاویں داخل کیا اور سلسلہ تحقیقی اور دمکت
بھی فرمایا۔

نبیر ۵ حضرت علی بن مظہر العجائب کہلاۓ اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت علی

۱) جاب من اب طور اہل سنت تو بیشک جناب جناب امیر کی بڑی شان ہے بلاشبہ اکثر سلسلہ
اولیاء عظام و صوفیا کے کرام رضی اللہ عنہم مسوب جناب اہل راقم اگر زنا محبتہ و احشر احمدہ میں مکر
گز بطور امامیہ یہ دلیل افضلیت نہیں۔ بلکہ فحیفیت یہ سنت تبلیغ ہے کیونکہ جب علیؑ کے شیعہ تصوف کو
زندقا اور عویشہ کرام کو زنداقہ فرمائے ہیں (کہا ہو صحر فی تکبیر) اور عجمی تصوف کے اصل الاصول جناب
ہوئے تو فرمائے اب بطور امامیہ آئیں محترم لفظ کے معاذ اللہ مسقی تحقیقی تحریت ہیں۔ علاوہ اسکے ہم یوں
بھی کہتے ہیں کہ اگر یہ دلیل اسلامی ہے تو اس سے واقعی استحقاق اور عجمی تضییل نہیں ہو سکتی۔ دلیل
السلامی سے بجز الزام و اسکات حکم کے بدعا کا واقعی ثبوت نہیں ہوتا۔ اور اگر اسلامی ہوں ہے تو اس سے
ذمہ بہ اہل سنت کا حق ہونا ثابت ہو گی۔ کیونکہ اہل سنت کی ایک ممتاز حادثت کو جب جناب امیر سے
حضوریت کامل و نسبت نامہ حاصل ہے تو ایسے ذمہ ہے حق ہوئے میں کیا کلام ہو سکتا ہے۔ فتنہ ب۔ اب
ذمہ بہ صوفی کو جواب نہ رہا میں دیکھتے ۱۲ من غفران اللہ تعالیٰ۔

۶) البتہ جس مقدوس رہمہ بیٹیں حضرت علیؑ کی یہ شان ہو کہ حقیقی سجاوٹ کے آپ معمود اور
معین قرار یا ایں اور خدا تعالیٰ کو جیسی آپ کی پیشش اور استحاشت کی ضرورت پیش ائے وہاں
کیا تعلیم ہے کہ جناب رسول اکرم و اوپر سے مستحافت کا حکم دیا جائے۔ صاحب ازاد اتفاقین صفت
میں لکھتے ہیں۔ وحال استحافت و عبودیت خذل کے عروج علیؑ معاذ اللہ این قدر در دنیا ایات قوم صحر است
کہ روز سے یا شنبے حضرت امیر کرم اللہ و جہدہ در بناز خواند ایا اک لغہ دل و ایا اک لغہ دل و ایا اک لغہ دل
آفرید کار شیر یہیں نہ ابو شعیلی مرتضی احمد پیش نکار رائیت رو داد ائمہ ہفتاد بار بلکہ زیادہ ازان
بھائیں نوبت رسید و سید اے عبودیت و استحافت از طرف باری ہم بر طرف نکردید چنانچہ
رسائل بھتے نہ کان معاصرین دلیل بر ایشت و صدیت جھفری کو صاحب اعظمی عز و رحمتی پیر اور رہ
موز ایں نہیں امام صادق روزے در بناز خبر میں اتنا داد۔ پرسیدندہ واقع رو داد فرموداں ایں آئیں مانکار
میکرد و مسلسل شفیعی شد تا اک از باری ای تو اکے بناواسطہ میں آئی بکوشم رسید اسحقی ۱۲ امسہ۔

سے طلب اعانت کی براہیت ہوئی۔ خادِ علیاً مذکور العجائب تجدید و عود

الْمُتَفَوِّهُ بِالْأَذْوَافِ كَمَا كِيَامَ
مُسْرِبٌ حَضَرَتْ عَلَى كَانَامَ سَاقَ عَرْشَ رِكْعَاهُ -

تمہرے حضرت علی کا زد و اچ حضرت سیدہ نما العالیہ بن سعید اور العالیہ بن سعید سے ہوا۔

نامه خواهی کشیده باشد از اینجا

تمہرے حضرت علی خاتم النبیین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو مش من ایک سوار ہوئے۔

نمبر اخترت علی شکر مادر میں قنیعہ رسول کرتے تھے اور بیل غذا آپ کی لعاب دہن رسول
بھی اور دنیا میر سب سے پہلے آپ کی نظر حضرت رسول اللہ پڑھی
نمبر انماز میں آپ پر درود چینا جز و عبادت ہوا۔ اللہم صل علی اخْتَارِ بُنَالِ محمدٍ
مولانا ان سب کا اجمالی جواب تو یہ ہے کہ بعض وجہ تو محض مختلق تات امامیت ہیں
اور باقی مفہیم خلاص ہیں۔ اور جواب تفصیلی عبارات ذیل سے معلوم ہوگا۔ و بالله
اللہ فرق

جواہر اصوفیہ کرام حجہم اللہ تعالیٰ قادریۃ احمدیت بشریتیب خلافت کے قابل ہیں اور کمالات بالطفی و تقرب اللہ میں بھی بھرتو شاہ ولادیت سے خلفاء رشیعہ نہیں سنہر کو اعلیٰ واکل سمجھتے ہیں۔

بے میں الکابر امیر رضی اللہ عنہم کے چند اقوال شرعاً یعنی قبل کرتا ہوں تاکہ معتقدین ابن ابی ساری افتراض پر داڑی و دھوکہ دہی ظاہر ہو جائے۔ عقیدتہ الطائیہ بین میں حضرت خطب الافتراق ب غوث العظیم سید الشیخ عبید القادر حنبلانی رضی اللہ عنہ و عن آئینہ تکریم و اذ خلائق معمم دار اسلام تحریر فرماتے ہیں وہ

وليُعتقد أهل السنة أنَّ أمَّا تحدِّى عَلَيْهِ السَّيِّدُ مُحَمَّدًا
جَمِيعَيْنِ وَأَفْضَلَهُمَا هُنَّ الْقَرْنَانِ الَّذِينَ شَاهَدُوا وَآمَنُوا بِهِ

بُلْد بِغَوْل شَعْصَرِيَّ الرِّجَدَابِ الْمِرْكَابِ اَمْ سَاقِيٍّ رِكْهَا هُوَ وَكَلْمَانْ تَلْكَلْخُو مَدْا حَسْرَتْ صَدْلَقِ كَافْرَشِ عَزْرَ،
بِلْمَلْمَلْوُكَاتِ بِلْمَنْ تَفَادُوتْ رَهَارْ كِيَجَاسْتِ بِالْمَلْكَلْمَلْ عَلَدَوْهِ اَسْكَ اِيكَ كَيْ بُونَتْ سَتْ دَدْسَرْوَنْ فَيِ

کی جو سرگار اور قیادتیں ہے میر چاروں پا پر بھر جہا رحلنا کا نام جو نہ امنہ
کے اندر ورن کعبہ اور بیہے تعلیمی، مستحضر اللہ۔ یہاں پر تو کسی کا یہ شعر بادالگا ہے ہرگز ہے
کہنی دشہب آدمیہ بن، انہیں امنہ

وصد قولاً وباياعة وتابعواه وقاتلو ابين بنيه وفى وفدهم
واموا لهم وعذر وداخروا وافضل اهل القرآن اهل الحدبية
الذين باياعة بيعة الرضوان فهم الف واربع مائة رجل و
افضلهم اهل بدروهم ثلاثة وثلاثين عشرين جلا عدد
اصحاب طاولت وافضلهم الاربعون اهل دار الخيزران
الذين كانوا بعمر ابن الخطاب وافضلهم العشرة الذين
شهد لهم النبي صلى الله عليه وسلم بالجنة وهم ابو بكر و
عمر وعثمان وعلي وطلحة والزبير وعبد الرحمن بن عوف و
سعد وسعيد وابو عبيدة ابن الجراح وافضل هؤلاء العشرة
الابرار اختلفاء الرشد ون الاسرابعة الاخبار وافضلها لاربعة
ابو بكر شتم عمر شتم عثمان شتم على رضى الله عنهم داتهي كلامه لترقيقه
اور حضرت زبدة الاولياء قدوة الاصفية امام رباني حضرت شيخ محمد والفق
ثاني رضى الله تعالى عنه ونفعنا بعلمه الذاخر في الدنيا والآخرة مكتوب ۲۴ ج ۳
میں ارقام فرماتے ہیں :-

واما برآئہ سلف کیکے ازیشان امام شافعی ست رضی الله تعالیٰ عنہم اثبات
اجماع صحابہ وتابعین کردہ اندر افضلیت حضرات شیخین رضی الله عنہم وحضرت
امیر نیز حکم بافضلیت حضرات رضی الله عنہم فرمودہ است۔ امام ذہبی کہ اما کابر
محمد بن سنت فرمودہ است کہ این نقل را از حضرت امیر نیز یادہ از مشتاد لفڑو
کردہ اند عبد الرزاق کہ اما کابر شیرین ہست نیز بحسب این نقل حکم بافضلیت
شیخین فرمودہ است وباہی عبارت گفتہ۔ **«فضل الشیخین لتفضیل علی
ایاہما علی نفسہ ولا لما فضلهما کفی بی و خرداں احبله
شم اخالفة»**

نیز مکتوب ۲۵ ج ۱ میں افادہ فرماتے ہیں :-

حضرت صدیقین وحضرت فاروق حامل باربتوت محمدی انڈ علی اختلاف المراتب
وحضرت امیر بیو سلطمناسبت حضرت عیسیٰ وغلیظ جانب ولایت حامل باافقان
محمدی بورہ انہو حضرت ذوالنورین باعتبار برخیثت جمل بارہر دو طرف
فرمودہ انہو تواند بود کہ باہی اعتبار نیز ایشان را ذوالنورین کو سینہ و

چون حضرت امیر حاصل بار ولایت محمدی بوده اند کثر سلاسل اولیا مایشان منتسب گشت و کمالات حضرت امیریش از کمالات حضرات شیخین برگشتر اولیا رعظام که کمالات ولایت شخصی اند قاهر شد اگر نهاد جامع اهل سنت برافزشی است شیخین بویی کشف اکثرا اولیا رعظام با فضیلت حضرت امیر حکم کردی زیرا که کمالات حضرت شیخین شبیه کمالات انبیاء است علیه الصلوٰۃ والستیٰ دست ارباب ولایت از دامن آن کمالات کوتاه است و کشف ارباب شیخین بواسطه علو درجاست آنها در راه کمالات ولایت در جنب آن کمالات کالم طریح فی الطريق اند و کمالات ولایت زینه پا انداز برپسے عروج بر کمالات بیوت - پس تقدیمات را از هفاقت احمد چهر بود و مطالب را از مبارادی چه شعور - در ریشه شنخست تقلیل کرد نوشته اند که نام حضرت امیر را بر دریه شت ثبت کرد و اند بخار رسانید که حضرات شیخین را از خصائص آن سلطنه باشد - بعد از توجه نام غایب شد که دخول این امت دریه شت باستخواب و تجویز این دوا کابر خواه بود کوئی این حضرت صدیق بر دریه شت ایستاده اند و تجویز دخول میفرمودند - و حضرت فاروق دست گرفته بدریون نمی بردند - و شهودی گرد که گویا تمام هشت بور حضرت صدیق ملوست "انتسابی مختصر"

سیدیں موت (اصلی صفا)
صاحب ہدیت کتو بات حضرت مخدوم املاک بھاری رحمہ اللہ علیہ
سے نقل کرتے ہیں:-
صدیق اکبر آن مرد با ادب است کہ صدو بست و پھر ہزار چینہ یخا میرا عذر دند
یعنی کے رامر یہ سے جوں صدیق اکبر شود ”انتہی۔
نیز اُسی کتاب میں مفہومات حضرت شیخ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ
سے منقول ہے:-

محبوب الہی قدس سرہ بر لفظ مبارک راند در حق ابو بکر صدیق کہ فاضلترین
جملہ یاران سفیر بود۔
اور معدن المعانی ملغو طاہت حضرت مخدوم ایماری یحزا اللہ تعالیٰ کے تقلیل کیا
ہے کہ سنتیب فضائل حسب ترتیب خلافت است۔ ایشی ان عبارات سے خوب نہ اضع

۱۵۔ اس عبارت سے سلاسل اولیا، اللہ کی مسوب بھناب امیر ہونے کی وجہ بھی معلوم ہو گئی، امن غیر

ہو گی کہ اکابر صوفیہ مسیح اسرار ہم ترتیب خلافت افضلیت کے قائل ہیں۔
جی اغ احق و زہیۃ الباطل ان الباطل کا نہ ہو قا۔

اور سب سے عجب تو یہ ہے کہ اکابر شیعہ تصوف کو ای دوزندہ قتلابیں اور
حضرت سنت ان ہی کے اقوال سے اثبات الفضیلت مرتضویہ فرمائیں۔ ان ہذن
شیعی عجائب۔

چنانچہ ذوالفقار میں سید رام اعلیٰ صاحب چند احادیث نعمت صوفیہ میں
تفصیل کرتے ہیں جنکو مختصرًا ہم لکھتے ہیں:-

از ان جملہ حدیثے است کہ روایت کرد آن راشیخ علی بن یہا، الدین آعلیٰ حاصل معنون
ان کہ: شیش ازین کیفیت قائم شود جماعت درین ہم خواہند رسید کے اسے
آنها صوفی خواہ بود ائمہ ادیقیت از امیت من نیستند بلکہ در جملہ خیودان معمود
اند و آئمہ ابدت را کفار اند و آن ہمین و ازان جملہ حدیثے است کہ روایت کرده
اللماضی الکامل مولیانا حسیدار دہلوی از امام اعلیٰ بن محمد البادی در حدیث
خواہی کہ فرمودند حاصل مضمون آنکہ جناب امام اعلیٰ نقی فرمودند صوفی تمام
آنها خواہ شیع ائمہ اکنہ خواہ تشن مخالف طرق باہل بیت ہشتم شیستہ
آنها مگر نصاریٰ یا مجوہ سی و ازان جملہ حدیثے است کہ روایت کرده مولیانا
حسیدار دہلوی حاصل آن کہ امام رضا فرمودند کہ شخصی کر نزد او ذکر صوفیہ
بیان آید و آن شخص بر آئمہ انکار نہ کار بزبان یا بقلب نکت آن کس زیارتی
مانیت و کیک بر آئمہ انکار نہ کی پس مرتبہ او مثل مرتبہ کسے است کہ در رقب
جناب حضرت رسول خدا با کفار جهاد کرده باشد بالجملہ ازین احادیث مستحب
کہ ہستیعاب آن موجب تطویل کلام است و اقوال علمائے کرام کو محروم
مند ہب آئندہ دین واصحاب و مداراً حضرت اند وضوح تمام دار دکھ صوفی خواہ
آنها راشیع ناید و اصحاب ناشہ تبرگتہ خواہ سُتی باشد و از مریدین حسن بصری
چون اصول و عقائد اوصیں کفر والحاد است احتراء نہود از و راجب ولازم
حضر صاحب از صوفی شیعی چون دشمن خانی است پر زاری جست از و راجب

در در تر خواہ بود حاصل آن کہ مضرع از دشمن خانی حذر با یہ کرد
کیا اپنی ان روایات صریح کے بعد بھی صاحب ٹکست کفر جناب امیر کے منبع تصورت
اور مرجم اہل تصوف ہونے پر خوفناک رکبیں گے۔ اگر کریں تو واقع میں ان سے بڑھ کر محب

مرتضوی دنیا میں کوئی نہیں ہو سکتا۔ فوڈ بالائیں ذلک بحاجات مذہب شیعہ عجی اہل بصیرت کے قابل غور والا ظہر ہیں۔ کہاں تو یہ افراد کو صوفی خواہ خلفاء راشدین پر تبرابازی بھی کرے وہ یہود و انصاری تے بذری ہے۔ اور کہاں تو تغیریط نفس تبرابازی پر ساری شرافتی تدریبان اور تبراس کے مقابل میں کسی عمل و اعتقاد کی بھی ضرورت نہیں۔ چنانچہ صاحب شعلہ تغیریط فرماتے ہیں کہ انی سا شیۃ الفتنہ الحیدریہ۔

احدے از مخالفین درخواست متحہ بازنایمکہ آنہار امتعکر دن کروه نیست دشان زن
شوہر دار خواہند کرد آنہا ہمیں در جواب خواہند گفت کہ نکاح متحہ نسار عمارفات
مومنا ت با مخالفین و نواصیب بنا بر حکم اکثر علماء مذہب ایجاد نیست اگر تو غیرت
نکاح ماتحتہ بازن مومنہ داری اول افہما ر تبر او بیزاری از اصحاب شش و فہمائی
اربعہ و امثال و امثال و اتباع و اضراب اینہا بر روزے کار آری بعد ازان
البنت مطلب تو بحوال خواہد بیوست اتھی مختصر۔

و کیمیہاں نفس تبر اپر بڑا پاہے نہ اصول مذہب کی پرواہ تصورت کاروک۔
ایک دوسری عجیب بات یہ ہے کہ بقول امام رضا منکر صوفیہ کا درجہ مجاہدین جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر بیان کیا جا تاہے جنہیں تمامی مہاجرین و انصار و دیگر
اصحاب کرام یقیناً داخل ہیں گرچہ ان میں بھی تفاوت درجات ہے۔
قالَ اللَّهُ تَعَالَى لَا يَسْتُوِي مِنْكُمْ مَنْ أَنْفَقَ مِنْ قِيمَةِ مَنْ قَلَّ أَنْفَاقَهُ وَقَاتَلَهُ
أَوْ لَئِكَ أَكْظَمَ دَرَجَةً مِنَ الَّذِينَ أَنْفَقُوا مِنْ نَعْدٍ وَقَاتَلُوا أَوْ كَلَّا وَقَاتَلَهُ
اللَّهُ أَحَسَّهُ فَإِنَّ

ہر ایک علی تفاوت الدرجات مقبول بارگاہ خداوندی ہے۔ یہ تو آپتر کر کام طلب
ہٹو اور مضمون آئیہ شاہد ہے کہ یہ آبیت مخصوص بحباب امیر عجی کسی طرح نہیں ہو سکتی۔ پس
جمیع اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقبول حضرت رب العزت ہونا
قطعاً ثابت ہو گیا۔ جن کی مدح آئینہ کریمہ والذین مَعَهُ اَشَدُّ اَعْنَالِ الْكُفَّارِ میں بالفرض
بیان کی گئی ہے۔ مگر حق سجانہ کی اس کھلی شہادت پر بھی حضرات شیعہ جمیع اصحاب کرام
پر بدترین مخلوق ہوئے کا الزام لگاتے ہیں۔ اگر یہ الزام صحیح ہے تو بقول امام رضا یعنی
یقینی ہے کہ منکر بن صوفیہ اصل خلق اللہ اور بدترین امیت ہیں۔ پس امام رضا کا یہ ارشاد
مذمت صوفیہ کرام کو ہرگز ثابت نہیں کر سکتا بلکہ یہ تو ان کی انتہائی مدح ہے۔
بتو رو دیکھو۔

جواب نمبر ۳ خانہ کعبہ میں پیدا ہونے کی پلٹھوئی تھی کہ حضرت کی والدہ خانہ کعبہ میں گئی ہوئی تھیں۔ اتفاق سے وہیں دردزہ شروع ہوا اور روانہ خانہ کعبہ کا بہت اوپر پر تھا جس کی وجہ سے نکلنے میں دشواری ہوئی آخر وہیں ولادت ہو گئی۔ پھر اس کو شرفِ فضیلت سے کیا سروکار۔

(۲) تولد فی الکعبہ حضرت امیر ہی کے ساتھ مخصوص نہیں ہے۔ حضرت خدا جو رضی اللہ عنہ کے مختصہ بھی وہیں پیدا ہوئے تھے۔

(۳) اگر کعبہ میں پیدا ہونا دلیلِ افضیلت ہے تو چاہئے کہ جناب امیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی افضل ہوں ولا یتفوہ به عاقل۔

(۴) اس کو اگر فضیلت میں دخل ہو گا تو غایبی مافی الباب فضیلت جزئی ہو گی اور فضیلت جزئی فضیلت کی کے معارض نہیں ہوتی۔ جائز ہے کہ کسی فضل جزئی میں غیری بھی سے بڑھ جائے۔ مگر اس کی وجہ سے اُسکو فضیلت مطلقہ حاصل نہیں ہو گی۔

(۵) اگر کوئی یہ اعتراض کر رہی ہے کہ معاذ اللہ حضرت علی ایسے ہوئے کہ پیدا ہوئے ہی خانہ کعبہ کے لئے موجب تلطیخ بالنجاست ہوئے جس کا پاک و صاف رکھنا بالاتفاق ضروری ہے۔ تو معلوم نہیں شیعی حضرات کیا جواب دیں گے اور یہ تو ظاہر ہے کہ برے کام کا سبب بھی برا ہوتا ہے (کمال الحیثی)، بان شیعی اس کے جواب میں وہی بوستان خیابی روایت حق الیقین کی پیش کر سکتے ہیں کہ جو صفحہ ۹ اپنے دربیانِ حمل حضرت زبس خاتون کھاہے:-

لئے بعضوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ زمانہ جاہلیت میں یہ دستور خاکہ لوگ بوقت وضعِ حمل عورت کو کسبہ میں لے جاتے تھے تاکہ رہا کا وہیں پیدا ہوا اور اس کو موجب برکت سمجھتے تھے۔ یہی وجہ جناب امیر کے پیدا شش کی بھی تھی۔ مگر ان لوگوں نے اندر ورن کعبہ پیدا ہونے کو توہین ستر خیال کیا۔ مگر اُس کے مفاسد کا کچھ لحاظ نہ کیا۔ کہ اس میں سجدہ شریعت کے متلوث بالنجاست ہونے کا حستمال ہے۔ بلکہ تھیں۔ اور نفساً رکاحِ رم میں جانا حرام ہے۔ پھر ایسے جا اول کے جا ہلانہ فضل کو جناب امیر کا مایمونہؓ تھیرنا کمال نادانی ہے۔ اگر اندر سجدہ کی ولادت میں کوئی شرف اور خوبی ہے۔ تو شیعے اپنے پچھے کیوں نہیں مسجدوں میں جنواتے۔ کعبہ نہیں تو مسجد ہی سہی۔ کیا مسجد کو اور گھروں پر فضیلت نہیں ہے۔

وروايت ديرانيست کہ حضرت فرمود کے عمل ماؤ صيائے پيغامبر ان درکام نمی باشد
دوپھلو مے باشد و از حسم بیرون نمی آئيم بلکہ از رانه مادران فسرود
مے آئيم زیراکہ مانور ہے حق تعالیٰ ايم وچرک و خاست و کثافت را ازا
دورو گردا لیدہ است (ذاتی)

مگر با دب تمام ہم اتنا اور ضرور دریافت کر لینا چاہتے ہیں کہ آئندہ آبا و امہتا کے نظر
سے جو پیشہ اہوتے ہیں یا نہیں۔ اور ان کے نلفوں کی حالت عام نلفوں کی ہے یا نہیں۔
اور وہ بھس و کثافت ہوتا ہے یا نہیں۔ اگر وہ بھس و کثافت ہے تو الائش خارجی سے محفوظ رہنا
کیا مفید ہوا جب اصل بدن ہی کثافت سے بنا۔ اور اگر وہ بھس و کثافت نہیں تو حضرات شیعہ
اُس کی کوئی رسمیت و صفت خاصہ شیعیان اللہ سے جہوں نے بنظر تحقیق اس کی زیارت
کی ہو تقلیل فرمائیں و روایات الحسن میں لا اُسیں۔ ودونہ خراط الفقاد۔

جواب نمبر سو یہ بھی سمجھ دو جوہ غلط ہے۔
۱۱) اولاً آپ کے مرتبی آپ کے والدین موجود تھے کیا ان کو آپ کا کچھ خیال نہ تھا۔ کہ
دو رسول کو پردہ داشن و تربیت کی ضرور خدا لائق ہوئی۔ دوم کنار رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم میں پروردہ داشن پانے سے فضیلت مطلقاً ثابت نہیں ہوئی۔ یوں حضرت اسماعیل بن زید

لہ جنین کی اس کیفیت غربہ سے تمام عالم دنگ ہو گا کہ الہی یہ کیا اعمالہ اور کیسا انتقام ہے
کہ رسول نلطف حسم میں ہو اور استقرار میں پہلوں۔ اور خروج جنین ران سے۔ (لنطف کیا ہے) میں یہ تھی
جائے کا کوں ذریعہ ہے اور جنین کا یہاں سے ران میں آجائے اور اس سے ٹکٹے کا کوں راستہ کیا
بوقت وضع ران میں شکاف دینے کی ضرورت ہو اکرنی تھی۔ یا کوئی قدر تی منفذ ہو اکرنا۔ لکھج تو یہ
ہے کہ پرادران اللہ قطعی طور پر پیدا ہوں اور اللہ خلاف نظر۔ ذرا حضرات شعیعہ اس مہم کی مل
کریں اور دنیا کو در طہ تحریر سے نکالیں۔ گرام خلق کیسی تو سی بھی معیان محبت کو نہ رکھے دستان
اللہ تحریت لہیں تم اللہ اس سے زیادہ کیا کہ سکتے ہے۔ کامش اکر احمد تو اس روایت کی جذر ہو تو ضرور
یہی فرمائیں گے میں از بیگانگان ہرگز نہ نالم کہ میں آپ کر داں آٹھتے اکر۔ غزوہ بالشہ من غفرانہ
تھے سجن اللہ۔ قرآن مجید میں جناب فخر عالم سے اللہ علی و آل و سلم کی بشریت تو اور
یہی آدم بلکہ کفار کی بشریت کے مقابل فرمائی جانے کل امام اقبال شومنتلکم۔ اور اللہ مابعد
کی شان شیئے یوں بیان کریں۔ ۱۲ منہ غفران۔

سچے اور وہ کوچانے وجہ حضرت سیدہ کو اس پروردہ نے افضل علی الامالاں
ذبٹا یا اور بالتفاق فتنہ تین نہ افضل از جناب امیر اونے دیا۔ حالانکہ آپ بعثت
الرسول بھی تھیں۔ پس بدیگران چہ رے رے منہ غفرانہ اللہ تعالیٰ

رضی اللہ عنہما استبیتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کتاب نبوی میں پروردش پائی۔ چاہئے کہ وہ بھی جناب امیر کرم اللہ وجہہ کے مساوی ہوں۔ بلاؤ انہیں آپ سے افضل جو نہ چاہئے کیونکہ حضرت علی قبل زمان نبوت پروردش پائے ہوں گے۔ او حضرت امام نے قطعاً بعد میں پروردش پائی۔ اور زمان نبوت کو دوسرے و تینوں پیغمبیری فضیلت سے ہے۔

(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نقیر ناگسی بھی کی کتاب مبارک میں پروردش نہیں پائی تھی پس تھا ری اس دلیل سے جناب امیر فضل از حضرت بشیر و نذری صلی اللہ علیہ وسلم مشہر ہے ہیں۔ واللہ زخم باطل فالملا من وهم مثلہ۔

(۳) اچھوں کے گھٹیں ہوئے اور بے گھروں میں اچھے پروردش پائے ہی چلے آتے ہیں۔ اس پر نقص و کمال کا مدار نہیں ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کی تربت اور پروردش سے کوئی نقصان۔ اور پسر فوح کو ہبھ کی نسبت افادہ لیں میں اہل حق ارشاد ہوتا ہے۔ حضرت فوح علیہ اسلام کی پروردش سے کوئی فائدہ نہیں پوچھا۔ خدا نی

رین کچھ اور ای چیز سے

وَ حُسْنٌ زِبَرْدَسْتٌ بِلَالٌ إِذْ عَبَثَ صَهْبِيَّتَ رَوْمٍ وَ زَنَاقَ كَدَّا بُوْ جَبِيلَ اِينِچَ بوْ عَجَبِيَّ است
جواب بِسْرَمْ اگر بالفرض حضرت امیر تمام لوگوں میں سابق ہوں تو کیا تعمیر ہے۔
وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عزیز و حکروں کے تابع ہوا ہی کہتے
ہیں۔ اور ایام طفوولیت میں مسلمان رہنا دلیل افضلیت نہیں۔ مسلمانوں کے ہزاروں
لاکھوں بچھے کبھی کفر و شرک ف نام نک نہیں لیتے بلکہ از وقت تکمیلی کلسلہ پڑھتے ہیں۔ سات آٹھ
برسیں کی عمر سے نماز و زور میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ بلکہ اپاہم رضا عنعت ہی میں اللہ اللہ
کرنے لگتے ہیں۔ بخلاف جناب امیر کے کہ باختلاف اقوال قبل آٹھ یا دس یا یارہ بر سر کے
سن کے جو ان کے ایمان والے کا زندگانی تھا یہ اب تین ان کو ہرگز میں نہیں تھیں۔ تو چاہئے کہ یہ
لطیکے جناب امیر سے افضل ہو جائیں ولا یتفوہ به عاقل البیت کمال ہے تو حضرت
صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ لے اخذ کاہے۔ کہ قبل از بعثت با وجود طویل زمان پانے کے نہ کسی
بت پرستی کی اور نہ شراب نوشی۔ جیسا کہ کتب تواریخ سے بسند صحیح ثابت ہے۔ جو
تاریخ الخلافاً سیوطی و فتاویٰ حدیثیہ علامہ ابن حجر در بحث کرم اللہ وجہہ در مجموع ائمۃ
اور واقعی بات یہ ہے کہ تحقیق اولیت ایمانی حضرت خدیجت البری رضی اللہ عنہا
کے لئے ثابت ہے۔ فا فهم واستقم دیکھو تاریخ اسلام مسٹر میری دیباخ اشترو بانچھا صدیع شریعہ مسخر

جواب نہ کرہم افسوس سے استدلال غلط ہے و تفصیل فی المطولات۔ اور حکم تحریکی دوسری کے لئے بھی ثابت ہے جیسا کہ باطلین کتب احادیث وغیرہ پر مخفی نہیں۔ علاوه اس کے بعد الرضوان کے وقت کہ حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ حاضر تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بھیج کے معظمه کرنے ہوئے تھے۔ اخیر نے اپنے دست مبارک کو حضرت عثمان کا ہاتھ قرار دے کر دوسرا ہاتھ سے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے بیعت کی اور فرمایا کہ عثمان کا ہاتھ ہے۔ بیس اہل عقل خیال نہ سائیں کہ اس سے زائد حکم کیمیں اور کیا بات ہے۔ حکم بھی میں تو یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ پوکر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و جناب امیر رضی اللہ عنہ تم جو تھے۔ اس قرابت و جنیت کی وجہ سے ایسا فرمایا بیانی ہم تم دوں ایک بھی کی اولاد ہیں گواہ ہمارا اور تمہارا کا ایک بھی ہے۔ یہاں وجہ ہے کہ حدیث میں عمر الہبی صنوا بیٹے وانہ ہوئے۔ اور اگر حکم بھی کو حقیقت پر محمول کیا جائے تو پھر حضرت سید مک ساختہ جسماز منا کوخت کی کوئی سورت نہیں نہل سکتی۔

اور ایک نہایت لطیف اور مخفی جواب تو یہ ہے کہ حب حضرت سیدہ کہ واقعی بقعة ارسول ہیں وہ افضل علی الاطلاق نہ ہو سکیں تو حکم بھی واں کو کیا حامل ہوئے۔ اسی طرح افسوس میں اگر حضرت علی داعل ہیں تو جناب سیدہ و حضرت حسین بدر جم اوی داعل ہیں جس اگر افسوس میں داخل ہونے سے افضلیت مطلق حامل ہوئے ہوئے۔ تو حضرت سیدہ و حسین رضی اللہ عنہم اس جرم میں محروم کئے گئے۔

جواب نہ کرہم ناد علیاً مفتریات روافض سے ہے۔ کتب معتبرہ اہل سنت میں اس کا پچھاڑ نہیں۔ پھر اہل سنت کہ شریم اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں مخالفات شیعہ سے استدلال کرنا مبالغ جملہ ہے۔ صاحب ہدیہ سنت نے منہیہ میں شیخ عبدالحق وقت دہلوی علیہ الرحمۃ نقل کیا ہے کہ ”رواہت ناد علی درکیج یکی از کتب احادیث شافعیہ“ اور حسن پاک نہم ب کی پانچ وقت تعلیم ہو و ایک نستعلیق۔ اور بہان ذوالنون علیہ السلام کا قصہ یاد کر لائیں۔ انہوں نے ظلمات میں اپنی مصیبت کے وقت خدا ہی کو پکارا افتدای فی الظلمات تو خدا نے اُن کو خامسے بخات دے دی۔ یہ وعدہ کیا گیا ہو وکذَ الَّذِي تَحْكُمُ الْمُؤْمِنِينَ ۚ یعنی مصیبت کے وقت خدا کے پکارنے والے

مون کو سب سطح خجات دیں گے ۵

تو فتنی ہر ایکس کر در رنج و ناب + دعا کے کند من کنہم سجاپ
او جس نبی سے وعدہ کیا گیا ہو وَاللَّهُ يَعْلَمُ لَئِنَّ النَّاسَ إِذْ
کر مصائب میں خیر اللہ کو پکارنے اور اُس سے مدد مانگنے کی تعلیم دی جائے اور وہ بھی
کس کو افضل الانبیا و سید المتقین کو

جواب نہیں ۶) ۱۱، کتب معتبرہ اہل سنت سے ثابت کرو دو فخر القیاد
۱۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم شریف بھی وہاں مرقوم ہے یا نہیں۔ اگر
لکھا ہے تو سادات لا امام آئی اور اگر نہیں لکھا ہے تو جناب امیر انحضرت ملی اللہ علیہ و
آلہ وسلم سے بھی افضل ہو گئے ولا یتفوہ به الا المعاذل۔

۱۳) یوں تو ادنے سے ادنے پر بھی علم و حجت تعالیٰ شانہ میں موجود ہے پھر جس کا
نام خدا کے نزدیک موجود ہو وہ کیوں نہیں افضل ہی ہے گا۔ اس دلیل سے ہر شریف
و زدیل کو جناب امیر کے مصادی ہونا چاہئے۔ اور بوقت وجود اعلیٰ واصل افضل اسلام
اپنے وادوں کو مضر نہیں اس مقام میں شیعوں کی ایک روایت کا نقل کر دینا
مناسب ہے جس سے شیعوں کا فلا معلوم ہو جائے گا۔ مناسب مشتبہ الكلام ٹائی
الحق کھتے ہیں:-

چنانچہ روایت کراچی ازان عباس رضی اللہ عنہما کو درجہ منقول است شاہ
عدل برائیت کہ نام علی بن ابی طالب در تمامی آسمان اور عرش و کرسی
از نہم من دینی بخضرت صلی اللہ علیہ وسلم امشہد و روت است برائی
از فرشت گان گلادشتہ کہ آنہا از جناب مرتضی کان پر سیدہ باشند ناگاہ
نگاہ آنجناب بر امیر المؤمنین افتاد کہ زیر عرش ایستادہ۔ فڑودہ کردی
سفرہم سبقت از من بر دی جیریل گفت کہ ایں فرشتہ ایست کہ آفریدہ گار
جهان بر صورت امیر مومنان پیدا کر دہ تا ہر گاہ اشتیاق زیارت ہاگہ را فائدہ
السوف ہم رسد صورت ش بیندی است ہی۔

جب جناب رساتاب صلی اللہ علیہ وسلم کی شبیت شیعوں کا یہ سن ادب ہے تو
حضرات خلافۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کیا شکایت ہو سکتی ہے۔

۱۴) افسوس نہ فرشتوں کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کا اشتیاق اور
ہیپ کی مفارقات سے احتراپ ہو۔ اور نہ خدا تعالیٰ اکو اس کا اغیال ہو امن غفران اللہ تعالیٰ اے ۱۵)

جو اب نہیں۔ حضرت سید مولیٰ اللہ عنہما سے علاقہ ازدواج افضلیت مطلقہ کو محققی نہیں۔ اور یہ فضیلت حرمی کا کوئی منکر اور نہ یہاں کچھ مضر بلکہ یہ دلیل خود شیعوں کو مضر ہے۔ کیونکہ یہاں شوت افضلیت کا دار فقط اس ہے کہ آپ کا نکاح حضرت سیدۃ النبیا سے ہوا۔ اور یہ بھی ہے کہ اب افضل کو افضل ہونا چاہئے۔ پس حضرت سیدہ کو جنکے علاقہ ازدواج کی وجہ سے جناب امیر افضل البشیر ہوئے مذکور ہے کہ وہ آپ سے افضل ہوں۔ اور حضرات شیعہ افضلیت یافتہ افراد میں۔ حضرت سیدہ کے ہر گز قائل ہیں۔ پس ثابت ہو گیا کہ اس علاقہ زوجیت سے جناب امیر افضل الناس بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ہو سکتے وہو المدحی و الحمد لله علی ذلك یا یوں کہو کہ یہ علاقہ ازدواج فی نفس باعث افضلیت مطلقہ ہے یا نہیں۔ اگر ہے تو حضرت سیدہ کا حساب بیان سابق افضل ہونا ثابت ہو گیا۔ اور اگر نہیں ہے تو پھر حضرت شیخین کی مخصوصیت ثابت ہیں ہو سکتی۔ علاوہ اس کے یہ کہو کہ سیدۃ النبیا ہونے کی صفت امہات المؤمنین میں بھی تھی یا نہیں۔ اگر تھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ برابری الازم آتی ہے۔ اور نہ تھی تو حناب امیر افضل از حضرت بشیر و نذریں صلی اللہ علیہ وسلم طے۔ فاغتنم هذن الفخر بیرفاند من مواهب العزیز القدير۔

جواب نہ سرہ واضح ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو امیرِ حج بنا کر کے ہیجا تھا کہ لوگوں کو احکامِ حج بتائیں۔ شریف فناو سے پچائیں۔ اور یہ امرِ سلم فریقین ہے کہ حضرت صدیق اکبرؒ امیرِ حج رہے اور اس منصبِ جلیلۃِ معزول نہ ہوئے۔ ان اس میں اختلاف ہے کہ آیا تبلیغ سورہ براءت کے لئے بھی آپ مفترکہ تھے یا نہیں۔ اکشوں کا قول ہے کہ سریے آپ کے متعلق یہ کافی کہا گیا تھا بلکہ مجھ سے جناب علی مرتفع رضی اللہ عنہ بطور مستقل اس کام پر شعین ہوئے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ نہیں پہلے یہ خدمت بھی حضرت صدیق کو سپردی۔ مگر بعض وجوہ سے پھر یہ کام حضرت امیر کے حوالہ ہوا۔ عرض خواہ جناب امیر پہلے ہی تبلیغ براءت پر مامور ہوئے

اے بلکہ ہماری اس تقریر سے اعمات المؤمنین ازدواج مطہرات سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا افضل الناس بعد الانبياء ہونا بوجملہ تم ظاہر و باہر ہے۔ کیوں کیجئے جناب امیر حضرت سیدہ کے علاقہ ازدواج کی وجہ سے افضل امت ہوئے۔ باوجود کہ حضرت سیدہ کو افضلیت مطلقہ جانب عنیق۔ مطہرات کو سیدہ لوحہ علاقوز و جمیت سید المرسلین والاخرين افضلیت مطلقہ حاصل ہیں تو میں متنفس افسوس رہا اور میں اخواز

ہوں یا حضرت صدیق کے بعد وہ اس تغیر و تبدل کی یقینی کر سکے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور کفار قریش میں صلح اور معاہدہ تھا۔ اور سورۃ برارت میں یہ حکم نازل ہوا کہ کفار سے کہہ دو کہ ہم اس سال کے بعد صلح نہیں رکھتے اور یہ عرب کا دستور خالہ معاہدہ وغیرہ میں خود معاہدہ کرنے والے کا قول یا کوئی عنزی و قریب جو اس کی طرف سے بیعام لیجا کے اُسی کا اعتبار کیا جاتا تھا۔ اسی وجہ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی جناب امیر کو تبلیغ نظر معاہدہ پر تعین فرمایا۔ تاکہ حضرت صدیق کی تبلیغ پر کفار قریش کو اپنے دستور و قاعدہ معاہدہ کی بنا بر حذر کرے کا موقع نہ لے۔ اور ان کا یہ حذر باقی نہ رہ جائے کہ اگر آپ کو ایسا ہی منظور تھا کہ آئندہ سے صلح نہ رہے تو ابو بکرؓ کو کیوں بھیجا۔ آپ نے ہمارے دستور کے موافق کیوں نہیں ہمیں مطلع کیا۔ چنانچہ اسی بنا پر حبوب حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و کفار کا سے صلح ہوتے تھی اور صلح نامہ المهاجینے لگا۔ تو آپ نے ایک صحابی سے لکھنے کو فرمایا۔ مگر اس کو کی طرف سے اعز ارض کیا گیا۔ اک ایسا ہرگز نہیں ہو گا۔ آپ حضرت علی سے لکھوا یہ۔ آخر جناب امیر نے ہی لکھا۔

یہ اصل بات یہ تھی جس پر شیعوں نے بات کا تکڑا اور رانی کا پرست بنا دیکھا ہے۔ کبھی کہتے ہیں کہ حضرت ابو یحییٰ سے بوجہ اُن کی نافلیت کے ان آیتوں کو جیسیں لیا۔ اور حنفی، امیر کو اُن کی حکایت تھیں کیا۔ اور کبھی کچھ۔ اور کبھی کچھ۔ اس طرح اول قول بنا کر تھیں۔ دو اُندا جو سے بُر سُت۔ مگر اتنی بات کوئی ماقلوں نہیں سمجھتا۔ کہ جب صدیق اُنکے امیر بچ جانا ہے، گوئے جس کے متعلق تعلیم احکام شرعیہ فضل حضورات و افتاد وغیرہ تھے۔ اور اس عہدہ جلیلہ کو کبھی اللہ بناء نہیں ہے۔ یہ شاستری سے انجام دیا۔ پھر ان دو چار آیتوں کو بُلٹکر اس کے کوس نہادیتی میں کوئی فلسفیت اٹھی ہوئی تھی۔ جاہل سے جاہل بھی ان دو چار آیتوں کو طبع کی طرح رٹ کر کے سنادے سکتا ہے۔

اگر کسی کو یہ شیء ہو کہ جب الہ عرب کے یہاں مقرر تھا کہ معاہدہ وغیرہ میں جنہیں کا تو سطقابل اعتبار نہیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیق اکبر کو پہنچ کیا

اس مقام میں دو شیئے وارد ہوتے ہیں اول یہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو رواج کرنے کا تھا کہ ناکیا ضرور تھا۔ دوم یہ کہ اکبر مذکوری تھا۔ تو پہنچے سے ہی حضرت علی کو کیوں مقرر نہ کر رایہ ملی تھی اخیر شہبہ قول جمہور پر وار دہیں ہوتے۔ یہ حال اس رو وہل میں علی قول بعض مسیحی جانشی اشارہ ہے۔ سکتا ہے۔ اگرچہ رعایت فواعد لفاظ مندرجہ ذیل و مذکوری میں مورث ہیں کہ اتنا بچہ مذکور ہے۔ بلکہ اُس سے اپنے حکام کی مزید پیشگوئی مذکور ہو تو کہ مسروج بھی نہیں۔ واللہ در رسولہ عَلَمْ مِنْ عَفْرَانَهُ تَعَالَى لَئِنْ لَّا

مقرر کیا۔ اور ابتداء ہی سے حضرت امیر کو اس خدمت پر تعین نہ فرمایا۔ اس کا ایک حجابت یہ ہے کہ یہ بعین کا قول ہے۔ بنابر قول اکثر ہر اعتراض وارد ہی نہیں ہوتا ٹانیا یہ صورت صحت قول بعض اس میں ایک حکمت بلیغ و نکتہ غریب یہ ہے کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ حضرت صدیق کو درجہ قرب و اتحاد نبوی وہ حاصل ہے کہ اخہرست کے کاموں کو وہ بخوبی انجام دے سکتے اور ان کے مشکل ہو سکتے ہیں۔ ان کا کیا وہ را آپ ہی کا خود کر دے سمجھا جاسکتا ہے۔ چھر اس نکتہ کے اظہار کے بعد حجابت امیر کو عندا شخص امام حجۃ و سداب معذرت کے لئے مقرر کر دیا ہذا ماظہر لی) اور اگر نظر غور و تکھون یہ اعتراض بھی تبیس این سے خالی نہیں معلوم ہوتا جس میں در پردہ جناب رسالت اب صلی اللہ علیہ وسلم پر عملہ کیا گیا ہے۔ کیونکہ حضرت صدیق میں جب اس کی قابلیت ہی نہیں تھی تو یوں ہے سوچنے لگے۔ ایک ناقابل شخص کے حوالہ گیوں یہ کام کر دیا۔ دوم یہ کوچب اتنے ادنے کام کے لائق بھی حضرت ابو بکر رضی۔ تو امارت حج جو ایک مہتم بالشان اصرت ہے وہ کیسے ان کے متعلق کیا گیا۔ ان وجہ سے معلوم ہوتا ہے کہ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ حج رسول اللہ تعالیٰ بھی تیز نہ کرنے کے توجہ اسی رسالت خامہ کس بھروسہ کرتے ہیں۔ اور اتنے بڑے عظیم الشان عہدہ کو کس طرح کا حقہ انجام دے سکتے ہیں۔

پس اب اہل فہم دیکھیں کہ مقلدین این سبائے برستیصال اسلام کی کیا کیا ایک سبیں نکالی ہیں۔ اور من صحیح حکمت صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال جیسا کے روز و غومض تو عاد و خلق اوار اشدین رضی اللہ عنہم کی شامت سے ان پر مناشفت نہ ہوئے جن کی طرف فی الجبل قبل میں اشارہ کیا گیا ہے۔ پس اعتراض ہی اعتراض اور حق سے اعتراض ان کے حصہ میں آیا۔

اب ہم ڈاکیک روایتیں کتب حدیث و تواریخ فرقیین کی تعمیلاً لغو اور نقل کرتے ہیں۔ مشکوٰۃ شریعت کے کتاب manusک میں صحیفے سے منقول ہے۔ و عن أبي هریثة قال بعثتني أبو بكر في الجهة التي أصرّه اللنبي صلی اللہ علیہ وسلم علیها ما قبل حجة الوداع يوم الفرقى هبطوا هر، ان يوذن في الناس لا لا يخرج بعد العام مشرك ولا يطوفون في البيت عمر يان۔

اس روایت سے معلوم ہو گیا کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ برابر امارت حج پر قائم رہے اور صحابہ کرام بلا تخصیص جناب امیر برابر مجمع مشرکین میں حکم نبوی کی منادی کرتے رہے۔ اس میں جناب امیر کی شجاعت و ولیری کو کوئی دخل نہیں۔ حضرت سعید دہلوی

رجعته اللہ علیہ جذب القلوب میں لکھتے ہیں :-

وہ بدریں سال ابو بکر صدیق را کج فرستاد و علی مرتبہ را از عقب الوفیرست
تاسورہ برادرت بخواند اُم

اور صاحب تاریخ روضۃ الصفا شیعی لکھتے ہیں :-

جاپرین عبد اللہ الشفاری کہ باصرہ عن عزم مجھ گزاردن آمدہ گوید کچوں بعمر حسیم
وقت منازباما د درا د ابو بکر صدیق پیش رفت کہ امامت کند ہنوز مناز شروع
نکرده بود کہ آواز ناقہ حضرت بگوش اور سیدہ درا قائد توقف نمودہ گفت
این آواز ناقہ رسولت دکویا کہ آنحضرت امامور شدہ کجھ گزارد بیانید تا مناز
با او گزاریم چون لحظہ لذشت علی برناقہ آنحضرت سوار بر سید ابو بکر از وسے پرسید
کہ امیر آمدہ یا امور جواب داد کہ امامور لیکن اول سورہ برادرت بن دہ
کفسروان مردم رسانہ صدیق اکبر آیات بیانات تسلیم مرتضی شودہ مناز بگزارد
چابر گوید کچوں بیکر سیدم یک روز ییش از تربیہ ابو بکر خطبہ خواندہ حلقہ را
تعلیم مناسک مجھ کرد علی بر خاستہ سورہ برادرت بر مردم خواند و کلمات اربعہ
ذکورہ پایشان رسانید در ہر موقعے از موافق کہ ابو بکر خطبہ خواندہ الحکام بیان
کر دے علی نیز با چھہ امامور شدہ بود قیام نمودا ہے۔

پس اب اہل ہم والاصاف خیال فرمائیں کہ اس روایت اخیرہ سے حضرت حمدی
اکبر رضی اللہ عنہ کی ضمیلت ثابت ہوتی ہے یا جناب اللہ امیر کرم اللہ وجہہ کی اور پیغمبر شعبوں
کی صدق و دیانت کی داد دیں کہ کمال ایمانداری سے اپنی روایات سے بھی انکیں بند کر کے
ناوانقوں کو بہکایا کرتے ہیں اعاذ نا اللہ من شر و هر ہم۔

۱۷ حالانکہ تسبیح برادرت جناب حمیر کی وجہ بھی بقول بنوی کتب سیرتین مرقوم ہے۔
و بعد ازاں کہ ازینہ حجات فارغ گشتند و بعد یہ مظہرہ مراجعت نمودند ابو بکر بن عویض حضرت
رفت و گفت یا رسول اللہ از من چہ واقع شد کہ قرأت سورہ را از من برگرفتی۔
آنحضرت فرمود، سچ امریے از تو صادر نشد و سچ مقشی بتوراہ نیا فتی، تو صاحب
منی در غار و مصحاب من بر حوض کوثر خواہی بود لیکن جبتر شیل طیہ اسلام آمد و گفت ادا
این امر نکلت الا تو بآسیکیہ از تو باشد با تیجنت کر دم و درین آیات لفظ عهد دشکنین
و تفسیح منافقان است۔

جواب نہیں، اگر جناب امیر ایک بار دو شنبوی پر سوار ہوئے تو حضرات حسین بن رضی اللہ عنہما کو خدا جانے مکشی باراں کا اتفاق ہوا ہو گا۔ پس اگر وہ امر موجب افضلیت مطلق ہے تو باعثت بار تکلیف و کثرت حضرات حسین کو جناب امیر سے افضل ہونا پاہے۔ لامک از کم مساوی۔ اگر کوئی کہے کہ جناب امیر کو ہرگز ابسا نہ کرنا تھا۔

بالفرض اگر جناب رحمۃ العالمین نے بوجہ غایت کریمی و شفقت سوار ہوئے کوئی فرمایا تو حضرت امیر کو کب شایان تھا کہ غلاف ادب و خلاف امر بانی و الخروہ و تو قہہ سوار ہو جیسیں بلکہ پر عرض کرتے کہ اگر قدم الہر فرق احقر پر کھا جائے تو باعث شرف افتخار ہر دو عالم ہو۔ پھر ایسا کیوں نہ کیا۔ جہاں خند اسے تعالیٰ قرآن مجید میں اپنے رسول کرم کی نظریں کی اس قدر تائید فرمائے کہ ہرگز آپ کی آواز پر بانی آواز کو بلند نہ کر دیاں جتنا امیر دو شش شنبوی پر سوار ہونے سے درجخ نہ کرن۔ تو پھر شیعیہ کیا جواب دیں گے۔ اگر یہ کہو کہ امین ہماں کی طرف سے تم کیا جواب دو گے۔ تو واضح ہو کہ حضرات حسین بن رضی اللہ عنہما پختے۔ ان حضرات سے یہ فعل بعفتند کے کم سب سے و بخواستہ ناز بران کن کہ خرید لیت سرزد ہوا جناب امیر کے فعل کو اس پر قیاس کرنا کمال نادافی ہے۔ دیکھو احادیث صحیحہ میں ہے کہ اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے جب آپ سجدہ میں تھے۔ تو اس وقت حضرات حسین میں سے کوئی صاحب تشریف لائے اور پیشت نبوی پر سوار ہو گئے۔ آپ ان کی خاطر حب تک وہ خود نہیں اترے برا بحجبہ میں رہے۔

صلوات اللہ وسلامہ علی سید ناصیل والہ قدر حسنہ و جمالہ تو کیا اس قسم کی حرکت جناب امیر کو بھی جائز تھی۔ پس ثابت ہو گیا کہ ہرگز یہ روایت قابل اتفاق نہیں ہے۔ اور ازان اذان اخفا کا حوالہ میں دینا اس شخص کے نزدیک جو صد و دیانت امامیہ سے واقع ہو کوئی وقعت نہیں رکھتا۔ بلکہ بعد ازاں روایت سے بھی حضرت صدقہ ای کی افضلیت ثابت ہوتی ہے۔ کیوں کہ جہاں دو شش شنبوی پر جناب امیر کا سوار ہو ناکمل کرتے ہیں۔ وہاں پیچی مذکور ہے کہ جناب امیر نے پہلے عذر کیا۔ مگر دیکھو ایضاً

۱۷ اور بالفرض اگر روایت ازان اخفا میں موجود ہے تاہم موضوع ہے کیوں کہ سچوں علماء وضع کے غالبت عقل و نقل ہے۔ اور اس روایت کا غالب عقل و نقل ہو تو ثابت ہو چکا۔ فتنیت المدح علی ولیہ الحمد ۱۷ من غفرلہ الشم تعلیم۔

۱۸ چنانچہ باقین صحت کی عبارت یوں ہے: علی گفت یا رسول اللہ بلکہ قبر دو شر ہن بالارو حضرت امیر گفت چون حضرت رسول خدا بر دوش من شست از برائے نقل و سالت و جلالت بتوت تو اس حضرت امیر گفت دادبس حضرت بسم فرمود و بزیوراً مد و مرابد کش خود سوار کر د تو پیغ ایمان، منہ فردا

حضرت رسالت سے ارشاد ہوا کہ علی تم سے بازبودت نہیں اٹھے گا۔ تم ہی میرے کندھے پر چڑھو اور ان بتوں کو گراو۔ اب اس روایت کو حملہ حیدری کی اس روایت سے تطبیق دو کہ بوقت ہجرت حضرت ابو بکر راہ میں کوسوں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پشت مبارک پرسوار کر کے لیجا یا کرتے تھے۔

چنانچہ صاحب حملہ حیدری کو اس پر تعجب ہوا ہے کہ بازبودت کے اٹھانے کی ایسی قوت ان میں سے طرح آگئی۔ یہ بات تو کسی دوسرے کو ضمیب نہیں ہوتی۔

شیعوں اب ذرا اپنی روایات کو دیکھو اور انصاف کرو اور یوم منون بعض ویکھوں بعض کے مصادق نہ بنو۔

اب ہم سے اصل واقعہ اور اُس کی دلیل بھی سن لو۔ بات یہ ہے کہ کفار نے خاد کعبہ کے ارد گرد سینکڑوں بت الکار کے قلعے تھے کہ میں آنحضرت علیہ وآلہ الصلوٰۃ والسلام نے جب بتوں کو گرانا اور سنبھاست کفر سے کعبہ کو پاک و صاف کرنا چاہا تو اب آیت کریمہ جاءا الحق و شرہق الباطل تلاوت کرتے ہوئے کسی کڑھی سے بتوں کی طرف اشارہ کرتے اور بت گرتے جاتے تھے۔ اور یہ بھی آپ کا ایک بہتر جبزہ تھا جس کو شیعوں نے ختب علی کی آڑ میں چھپائے ہی کو شش کی ہے۔ اور یہ جو کہتے ہیں کہ ایک بڑا بستہ میں نامی تھا۔ اُس کے گرانے کے لئے جناب امیر کے سواری کی نوبت آئی تھی ایک عجیب مفعول کی خیز بات ہے جب سارے بت آپ کے اشارے سے گر گئے۔ تو کیا ایک بت پر آپ کام عجزہ کارگر نہ ہو سکتا تھا۔ جس کے لئے جناب امیر کی مدد کی مزدورت پڑی اگر بغور دیکھئے تو معلوم ہو جائے گا کہ یہ قدر سراسرافرا اور موجب تشقیص سر در اپنیا ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔

عون الباری شرح بخاری میں بخاری کی اس روایت کے بعد (عن عبد اللہ بن مسعود قال دخل النبي صلى اللہ علیہ وسلم نکہ یوم الفتح وحول البيت سیتوں و ثلثہ مائیتہ نصف فجعل بطبعہما الیود فی میدو و لیقول جا، الحق ایخ) لکھا ہے۔ و عند الفاہنی و صحیح ابن حبان فی نقط الصنم ولا یسنه و عند الفاہنی الیضا و الطبرانی من حدیث ابن عباس فلم ہبیق وشن استقبله الاسقط علی قفارہ۔

غور توکر و جب حدیث سے بتوں کی تعداد بھی معلوم ہو گئی اور ان سب کا گرجانا بھی

ثابت ہو گیا۔ چھلپا ساز بروزت ہت ایک اور کہاں سے پیدا ہو گیا۔ جس کے سر کرنے کے لئے آنحضرت کو فدا علیا پر عمل کرنے کی ضرورت لاحق ہوئی۔ نعوذ باللہ عن نک دلائل ولا قوۃ الا باللہ۔ جواب نمبر۔ اشکم مادر میں عظیم رسول کرنے کے کیا معنے تعظیم یہ بوجوارح یا تعظیم بالقلب۔ بہر حال شیعوں کو غیب کا علم کسے معلوم ہو گیا۔ اس کو رد ایات صحیح کتب اہل سنت سے ثابت کرو۔ اور چھڑاں کی کیفیت بیان کرو۔ علاوہ اس کے ذرا کتنے احوال مشائخ اہل سنت رحمہم اللہ تعالیٰ و نعمتنا بہر کا تم بلا حظ فرمائے بعض بزرگان دین رحیم الشیعی جس قدر قرآن مجید ان کی والدہ ماجدہ کو یاد رکھنا اور وہ تلاوت کیا کرنی طبیع شکم مادر میں ہی یاد کر لیا تھا۔ جس کی تقدیق ان کی پیدا کے بعد ہوئی۔ تو چاہئے کہ یہ بزرگ بھی حسب زعم شیعہ جناب امیر کرم اللہ وجہہ سے افضل و اشرف ہوں۔ عرض یہ سب شیعوں کے خرافات ہیں جنکو دلقتیت سو سرو کا نہیں۔

اور لعاب دہن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اول غذا ہونے سے فضیلت کلی ثابت نہیں ہوئی۔ نیز اس کو تب معترض اہل حق سے ثابت ہیجئے۔ ودونہ خرط الققاد۔

علاوہ پریں رطبی ثبوت یہ شرف مخصوص بجناب امیر نہیں۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی نسبت بخاری شریف میں باسانیده متعددہ مردی ہے۔ کافی اول شیئ دخل جو فہریت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اول شرم حنکہ بتقریباً شمد عالہ و برکت علیہ۔ سوان کو بھی جناب امیر کے مساوی کہو۔ علاوہ اسکے اگر لعاب دہن نبوی جناب امیر کے منہ میں ڈالا گیا تو حضرت صدیقؓ کے پاؤں میں لگا یا گیا۔ چنانچہ واھین فصہ غار پر غفحی نہیں۔ میں اسی تفاوت کو دیکھ لو۔ تیسرا دعویٰ یہ بھی بلا دلیل ہے اور ابی بی بے سرو پا باتوں پر فخر کرنا مخفی فضول ہے۔

جواب نمبر اس طرح کہ احادیث میں اللہ مصل علی محمد و علی آل محمد وارد ہے اسی طرح یہ بھی مردی ہے اللہ مصل علی محمد و اسرار واجہہ و ذرایتہ الہ اس حدیث کو صاحب حسن حسین نے بخاری مسلم۔ ابو داؤد لسانی۔ ابن ماجہ۔ صحیح میں جان سے تقلیل کیا ہے۔ اس حدیث سے ازدواج مطہرات پر بھی درود بھی جناب عبادت ہتھ

علاوہ اسکے کوئی لغت میں لکھا ہے کہ آل سے حضرت علی ہی مراد ہیں؟ قاموس میں بے
آل انجل اتباعہ والیاءہ۔ بلکہ بعض روایات اہل سنت میں وارد ہے سُنّۃ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من آل محمد فقاں کل ترقی الی محمد۔
رکمانی المفاتیح، اس سے جیسے تلقین اے امتحان کا آل ہیں داخل ہونا ثابت ہو گیا۔ اور
نہایہ جزئی میں ہے قد اختلاف فی آل النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاکا
کثر علی الحفظ اہل بیتہ قال الشافعی دل هذ الحدیث دینی لاتحل
الصدق لحمد والی محمد، علی ان آل محمد هم الذين حرمتم علیهم
الصدق وعواضوا عنهم بالخمر وفهم صلبة بنی هاشم وبنی المطلب
وقيل إله الصحابة ومن أمن به وهو في اللغة يقع على الجميع ॥ اور جنہوں نے
بہت ہی شخصیں کی ہے انہوں نے اولاد فاطمہ رضی اللہ عنہا عنہم کے ساتھ تعمیر کیا ہے
مرفات شرح مشکوٰۃ میں ہے۔ وقيل اولاد فاطمہ وتسليہم اور بیظا ہر ہے کہ
ایمانی خاب امیرقطعام رضیہ میں ہوتے۔ اور کسی روایت میں اللهم صل علی عائی
وارد ہیں ہو۔ پھر آپ کی شخصیں کیا وجد۔ الغرض اس دلیل سے کوئی فضیلت خاصہ
بجناب امیرین میں ثابت ہوئی۔ ہاں متفقین کے ضمن میں آپ بھی شاہ ہو گئے بلکہ اس
دلیل سے ازواج مطہرات کی ضمیدت زیادہ ثابت ہوئی۔ کیونکہ تبریز نام حناص
از واج کی تخصیص فرمائی گئی۔ جن میں دو سدا شخص قطعاً ویفیناً داخل نہیں۔ ولنعم
ما قیل لے عدو شود سبب خیر کر خدا خواہد
بلکہ احادیث صحیحہ میں وارد ہو ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللهم
صل علی آل ابی اوفی۔ ذرا اس شخصیں و شخصیں کو نکلو۔
پس ان دلائل واضح سے اہل فہم و انصاف سمجھتے ہوں گے کہ ان اوصاف
یا زوجہ گاندیں سے بعض تو محض تراشیدہ حضرت شیعہ میں جنکاشان کتب
اہل سنت میں نہیں۔ اور بعض مخصوص بیان امر تھے کہ زوجہ ہمیں بسوان
اووصافت کی بنا پر جناب امیر کو حضرات شیعین رضی اللہ عنہم سے افضل کہنا کمال ثابت
اور ابتدہ فرمی ہے۔

محی الدین اگرچہ ان اوصافت فکورہ کی وجہ سے شیعین پر جناب امیر کی فضیلت ثابت
نہیں ہوئی۔ مگر ہمارے بعض اصحاب نے اپنے رسالہ نور ایمان میں خلفاء اربیع کے
حوال قتل کئے ہیں جنہیں موائزہ کرنے سے صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ جناب امیر

افضل الاصحاب تھے۔ اور ان کے مقابلہ میں کوئی شخص قابل خلافت اور احتقان بالا مامت نہ تھا، پھر کیا وجہ کہ افضل داحق کے رہتے ہوئے دوسروں کو خلافت دی جائے۔

مولانا سیدف اللہ مصنف نور ایمان وہی آپ کے علی رضا پیر و مرشد جیسا جو نظم من النور الظلمات کے مصداق ہیں۔

محمدی الدین - حجی ہاں۔

مولانا میں اُس کو خوب جانتا ہوں۔ اور اُس کے مکائد کو جنہیں اُس نے اپنی ظلمت کفر میں بھر رکھا ہے۔ بخوبی بیہقی تھا ہوں۔ اچھا اب میں اُسکی تمامی تنبیہات کو انشاد اللہ ظاہر کئے دیتا ہوں۔ اُس کے بعد اہل فہم و ندیم سمجھ لیں گے کہ یہ سب فقط اُس کے وہی مکائد ہیں جن اثیاب ابن سبائی پنے اپنے رسائل میں لکھتے آئے ہیں۔ جن کے پڑے بڑے بڑے دندان شکن جواب اکابر اہل سنت مگر اللہ میا عیهم دے چکے ہیں۔ مگر شاید اس نے ہر فرج ہونے راموسی نہیں سنائے۔ اب ہم اُس ظلمت کفر کی ہر ایک بات کو قول کے ساتھ نقل کریں گے اور پھر اقول کہہ کر جواب دیں گے۔ واللہ تعالیٰ ولی التوفیق واللھ عصمه وصلی اللہ تعالیٰ علیه
النبی الامی والآله وصحابہ وسلم لام جمعین والحمد للہ رب العالمین

ستارہ (جلد اول نسیم)

شمس الاسلام دوین کاظم کے بجا نیو الا۔ کفر کی بخش کنی کرنیو الا۔ علمی و اخلاقی مصنایں کا گنجینہ اسرار فتو و نکات معرفت کا مجموعہ۔ دلاؤری مصنایں، نظم و نثر کا گلہستہ۔ علمی و ادبی جواہرات سے مالا مال۔ رضی و میرزا ابیرت کے پرچے اڑائیو الا حفیت کا سچا مبلغ۔ مخالفین کے سینکڑوں رسائل و اخبارات کا تہبا جواب دینے والا۔ ہر ماہ کی یکم تاریخ کو بھروسہ بجا سے شائع ہوتا ہے، ہر قری اور سچے مسلم کا فرض ہے کہ اسکی ترقی و توسعہ اشاعت میں حصہ لے۔ یہ رسالہ کسی فرد واحد کی طرف سے نہیں۔ بلکہ حزبال انصار جیسی موقر تبلیغی اجنبی کی طرف سے جاری ہے جنہوں سالا

صرف ڈپٹری ہر و پہیہ بھرے شمس الاسلام بھیرہ (پنجاب)
ملنے کا پتہ میخیر رسالہ

تبلیغ کتابیں

آفتابِ حدیث ایت: مولفہ شیرازی اسلام مولانا ابوالفضل دستیر اس کتاب میں مذہب شیعہ کی حقیقت کا نیل طور پر واضح لکھی ہے شیعوں کے جملہ مطاعن شیعوں کی فقہ کے گھناؤنے مسائل شیعوں کے اصول و فروع اہل سنت کی صداقت پر قرآن و حدیث اقوال نئے مسادات (اکتب شیعہ کے حوالے) پر بزبردست لایں بیان کئے گئے ہیں اس کتاب کی موجودگی شیعہ کے مقابلہ میں زبردست حرہ کا کام دیتی ہے۔ مجتہدین شیعہ اسکے جواب سے عاجز رکھ کر ہیں شیعہ کے جملہ اعتراضات کے دن ان شکن جواب دیتے گئے ہیں وہی مدت تین روپے (رس)۔

اجنبیات الحتنفیہ:- اس رسالہ میں صد ہا علمائے اسلام کے فتاویٰ جمع کئے گئے ہیں جنہیں لائل واضح و بر این فاطحہ سے فرقہ شیعہ و میرزاں کا ارتکازہ اور شیعہ و میرزاں سے سُخّی سورت کا نکاح ناجائز

نائب کیا گیا ہے۔ جم۔ اصفہانیت ۱۳

حقیقتِ شیعہ: اسمیں مذہب شیعہ کے سربراہ راز کا اکٹھاف کیا گیا ہے۔ اور یہ ثابت کیا گیا ہے کہ شیعہ نہ ہم کا تماضر و مدارج ہو گوت پر ہے بلکہ مولینا پیری شاہ صاحب قیمت ۱/ علمی جواہر: آنے والے چار پانچ سال کے سائل شعبہ الاسلام کے کچھ پر چے موجود ہیں یہ رسائل ہست جلد نایاب ہو جائیں گے اور پھر کسی قیمت پر نہیں سکیں گے بنالیقین عجائبِ قیمت پر ہارپرچ کے حساب منگو اسکے ہیں۔

اختلافات میرزا: میرزا جی کی تحریروں میں اسقدر اختلافات موجود ہیں کہ پڑھنے والا ہر ایک رہ جاتا ہے یہی اختلاف بیانی انکے لذب پر وشنگ واضح دلیل ہے۔ بڑے بڑے میرزا جی کے چار اس موضوع پر بحث کرتے ہوئے سمجھا جائے گلتے ہیں! اور انکی لبوں پر ہر سکوت لگ جاتی ہے۔ مولوی حبیب اللہ صاحب امرتسری نے اس موضوع پر ایک رسالہ کھاا ہے جسے حزبالا انصار عبیدو کے رضا کار محفوظ اپنے صاحب اسلامی خدمت کی غرض سے طبع کرایا ہے۔ قیمت ایک آنڈا۔ اسلامی اجنبیں و دیگر فیض حضرات بیرون تبلیغ مفت تقسیم کرنے کیلئے نین روپے سینکڑہ کے حساب سے طلب کر سکتے ہیں۔

میرزا سیت کے رد میں لاجواب کہتا ہے میں !!

حتم بہوت مولفہ مولوی ابوالوزیر محمد بشیر صاحب کو ٹھیک دیا رہا صفحہ یا الکوڈ کس کتاب میں قابل تلقین میرزا یوں کی پاکت بک میں سے اجرتے بہوت کے دلائی کا وہ دن ان شکریں جواب دیا ہے فہیمت حار آئے۔

بارقہ ضیغمیہ نے میرزا یوں کی مایہ نا رکن قیوب تھیات پر نیت تصریح

تحریک قادریان مولفہ جناب تید حبیب صاحب
مالک اخباری است لاہور قادریانوں کے عقاید پر نکلنے

تصریح اور رد۔ قیمت ایک روپیہ

سودائی میرزا مولفہ حاجی حکیم داہم محمد علی صاحب۔

اس سالم میں طبقی دلائی اور میرزا صاحب کی تحریرات سے ثابت کیا گیا ہے کہ میرزا علام احمد قادریانی نہ بنی تھے نہ میسح نہ مجدد تھے اور نہ ہی ولی۔ بلکہ درپش مالیویا کے درپیش تھے ان کے سال اہمیات اور دعاوی مغض درپش مالیویا کے باعث تھے یہ رسالہ اب دوبارہ سر اضافہ کے طبع ہوا ہے جسیں فصل ثالث فرنے میرزا یوں کی بعض تحریروں کا دن ان شکریں جواب دیا ہے قیمت ۵

۰۰۰ مذکورہ شاخص بگوئی خوب کے مشهور تبروت نامہ علی خاندان کے تاریخی مستند حالات تحریرت مولیانا محمد نصیر الدین حشمتیہ رحمۃ اللہ علیہ کے سوچ چاہ طالع کرنے کے خواہشمند حضرات ائمہ از کو قیمت چار آٹھ طلب فرمائتے ہیں

حتم رسالت مولفہ اسٹر مولیانا عبد الدکرم صاحب بی۔ لے لاموری۔ اس کتاب میں نہایت مہنگا ہے پر یہ میں میرزا یوں کے تمام دلائی کی تربیہ کی ہے اور عقلی و فقہی دلائی سے ثابت کیا گیا ہے کہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کا کوئی بُنی مسیدا ہنسی ہے سکتا۔ قیمت ۱۲ ار میں بالہمہ یا کٹ ٹکٹ مولیانا عبد الدکرم صاحب تو یہ فاضل ایک قیمت میباہے کے نام نامی سے ہر کتاب اپنے حاصلی اور اقتضی ہے۔ مولیانا مدرج قادریانوں کے زیرست مبنی تھے۔ آئندے قادریانیت سے قطع تعلق کے بعد قادریان کے سربستہ رائیہ کا انکشاف اس جو اس سے کیا کہ قادریان کے درود یا ارزش کئے میرزا یوں کے قصر خلافت میں چل چکئی۔ آپنے حال ہی میں میرزا یوں کی پاکت بک کے جواب میں میباہے پاکت بک تصنیف ذکر مسلمانوں پر احسان عظیم فرمایا ہے سائز جیبی۔ نہایت تو شنا جا لی جس پڑھنے کا حروف میں کتاب کا نام لکھا ہے ہے۔ اس کتاب میں میرزا یوں کا ارد و لفظیں پیرایہ میں بطریقہ دیکھا گیا ہے مولیانا مدرج قادریانی لمرکوز سے خاص و قتفیت رکھتے ہیں۔ آئندے یہ کتاب مبلغین علم کیلئے بے حد مدد ثابت ہوگی۔ قیمت عالمہ بمعایتی ۱۲ ار

تحفہ میرزا سیت بیہقی شریکہ الام کے دسمبر سو سو کا ایک ریشمہ قرآن نہر کے نام سے موجود مباحثا۔ اس میں نہایت عمدہ میں قادریانیوں کے رد میں وہی تھے ہیں۔ قیمت ۴

ملکے کا پتہ

شجرہ بہرہ مسالہ لام بھیرہ بنجاب

مِنَ الصَّارِيْلِ إِلَى الْلَّهِ

یہ زمانہ مادہ بیکی اور سرمایہ خاری کا ہے۔ دین و دنیا کا کوئی کام بھی بغیر سرمایہ کے نہیں حل سکتا۔ اب تکی حالت میں ظاہر ہے کہ ہم جن مقاصدِ علمنی کو یک رکھتے ہیں اور جو بیگانہ حیات مسلمانوں تک پہنچانا چاہتے ہیں اس کے لئے کتنے سرمایہ کی ضرورت ہے جس کے لیے پڑھنا کا پیغامِ خدا کے پڑھنے تک پہنچنے کی بھروسہ مسلسل پہنچتا ہے۔ مگر آہا! ہم بڑیوں کے پاس اتنا سرمایہ کہاں۔ اس پر بستہ اور یہ کہ شمسِ الاسلام کے سروپ نہ کسی سرمایہ دار کا ہے۔ نہ حکومت کی خوشاب و چالپوسی کی رو سپھی و سپھری مصلحتیں جو اُس کے احتجاجات کی کفیل ہوں۔ نہ اس میں حسن و عشق کی عربی تصویریں اور دستائیں ہیں جو خوب نہ کیں مزاجوں کو اپنی طرف کیجھ لیں۔ اور نہ اس کا کوئی بخاری چلپی ہو کا کہ وہ کتابوں کی تجارت سے اپنے احتجاجات پوئے کرے۔ لےئے کے اُسے لیے فدا کار ان اسلامی کا سہما ہے جملپنے سینوں میں تبلیغِ اسلام کی تڑپ اور خدمتِ دین کا درود احساس رکھتے ہوں۔

ہم اُن مسلمانوں سے پوچھنا چاہتے ہیں۔ جو تبلیغِ دین اور احساسِ فرض کا سچا جذبہ اپنے سینوں میں رکھتے ہیں، جو دنیا میں اس سے اُٹھتے ہیں۔ کہ مذکور شرک کی طاعنی عاقبتی اور شیطانی قوتیں تو پاکش پاٹیں گے کہ حدا کی حکومت قائم کر دیں۔ اور جو اسلام کی حمایت و حفاظت میں اپنا جان و مال سب کچھ فرماں کرنے کے خواجوں کے جہاں ہم رساد کوستہ سے بہتر بنانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ وہاں اپنے فرض سے غافل نہیں۔ یہ دلکشی یہ کہ مسلمان اللہ کے نام پر فتحتِ الا-islam کی لہدا و توبہ کی طرف دستِ کرم پڑھاتے ہیں۔

ڈیڑھ دوپہر میں تبلیغِ اسلام کے نئے خرح کردیا کوئی بڑی بات نہیں۔ بشرط کہ آپ اپنے فرض کا احساس کریں۔ اگر یہ نہ ہو تو کچھ بھی نہیں۔ نہ حلوم آپ کے لئے ڈیڑھ درپیے یا در دستوں کی خوشنووی میں حصہ پا جاتے ہوں تھے۔ کیا یہ ممکن نہیں کہ آپ ڈیڑھ درپے سے حد اک خوشنووی اور حیثتِ حسن دیں۔ اکثر اسلام کا ہر خسر دیار تھا کہ کہ وہ کمر کم و حزیر دار ضرور دیکا۔ تو لبس بیڑا پاپے۔ اب دیکھنا یہ ہے۔ کہ ہماری یقینی فاچیز کو دندر رائیگاں جاتی ہے یا اس کو بھی ساتھ لانی ہے۔ کہیں بصیرت دیس یہ نہ کہا پڑے۔

۵

میری نسان جانہ پر صائی غبرو رئے
مرے تھے جن کے لئے وہ ہے و نمُوكتے

خدا کے کہ اس طرف وہ پاک پوچھن موجہ رسول جو نہ بھی خضابیں جلوہ فگن نہیں۔ ایسے مسلمانوں کی چھاؤں میں یہ
لیئے ادا دوں میں کا سیاپ ہوں؟

لیچی حربیدہ شترِ اسلام۔ جھیرہ دنجاب۔

اعظام خود احمد بیوی امیر پریس کلاؤس پریس رکھا کے چھپ کے ذوقِ مشعرِ اسلام پھر سے شایع ہوا۔